حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ہم

مؤلف
ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی

ناشر
شبیر برادرز
اردو بازار۔ لاہور

انتساب

عاشقِ مدینہ ابوالبلال حضرت محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی نظرِ عنایت نے بے شمار گمراہ لوگوں کے دلوں میں غمِ مدینہ، سوزِ بلال اور دردِ اویس پیدا کیا۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مجھ کو سوزِ بلال اور سوزِ رضا
دے دو سوزِ اویس سوزِ مدنی ضیا
واسطہ تجھ کو آقا ای غوث کا
شاہِ بغداد جو تیرا دلدار ہے

(ریگزارِ مدینہ از حضرت محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

عرضِ مؤلف

اللہ عزوجل کے محبوب و مقبول بندوں کے حالات، واقعات اور خصائص کا پڑھنا قرآن و حدیث کے بعد عظیم ترین مطالعہ ہے کیونکہ انہی نفوسِ قدسیہ نے اپنی زندگیوں کے ذریعے احکامات قرآن حدیث کی عملی تصویر کشی فرمائی۔ ان اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الرحمٰن کی سیرت و حالاتِ زندگی کے بارے میں جاننے کے بعد ہمارے دلوں میں قدرتی طور پر ان بزرگ ہستیوں کیلئے محبت و عقیدت کے جذبات اُبھرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت سراپائے عظمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس شخص کیلئے کیا حکم ہے کہ جس نے کسی کو نہ دیکھا ہو اور نہ ہی ملاقات کی ہو اور نہ ہی اس کی صحبت میں رہا ہو اور نہ ہی اس کے عمل پر عمل کیا ہو مگر اس کو دوست رکھتا ہو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہو گا۔

جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دیوانہ وار محبت کی تو وہ ہمارے لئے مثالی عاشق اور برگزیدہ ہستی بن گئے۔ اسی طرح اگر ہم اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الرحمٰن سے محبت کریں گے تو ہم بھی اِن شاءَ اللہ ان کے ساتھ ہونگے جیسا کہ حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ در سائل و مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کے نقش قدم پر چلتا ہے اسے اس بزرگ کا مرتبہ و مقام نصیب ہو جاتا ہے۔

ہم اکثر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر اور چند مشہور واقعات سنتے رہتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دیوانہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے بارے میں کچھ جاننا چاہئے۔ اس بارے میں کچھ کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی مگر جس چیز کی تلاش تھی اس سے عاری پایا اس لئے کافی محنت کے بعد کچھ مواد جمع کر کے اس کتاب کی تالیف شروع کی۔ میری یہ کوشش رہی کہ ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بے جا طوالت سے بچتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاک کو ایک جامع کتاب کی شکل میں پیش کر سکوں مگر یہ فیصلہ تو اب آپ ہی کر سکتے ہیں کہ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں۔ میں نے یہ کتاب بالخصوص مندرجہ ذیل حضرات کیلئے تحریر کی ہے۔

- اہل دل، اہل نظر، اہل محبت کیلئے
- اہل ارشاد، اہل فیض، اہل فراست کیلئے
- اہل دانش، اہل درد، اہل درایت کیلئے
- اہل ادبت، اہل جذب، اہل انابت کیلئے
- اہل نور، اہل شعور، اہل شہادت کیلئے،
- اہل فقر، اہل فنا، اہل فتوت کیلئے
- اہل ظرف، اہل ضمیر، اہل ذکاوت کیلئے
- اہل ترک، اہل تمنا، اہل حسرت کیلئے
- اہل حق، اہل یقین، اہل امانت کیلئے
- اہل صدق، اہل ولا، اہل ولایت کیلئے
- اہل تمکیں، اہل سکر، اہل سکینت کیلئے
- اہل معنی، اہل لفظ، اہل عبادت کیلئے
- اہل اسرار، اہل کشف، اہل کرامت کیلئے
- اہل شوق، اہل ذوق، اہل ہمت کیلئے
- اہل قرار، اہل امر، اہل امامت کیلئے
- اہل ذکر، اہل فکر، اہل فطنت کیلئے
- اہل راز، اہل رموز، اہل ریاضت کیلئے
- اہل سوز، اہل ساز، اہل صحبت کیلئے
- اہل ناز، اہل نیاز، اہل نزاکت کیلئے
- اہل ہوش، اہل جوش، اہل جودت کیلئے
- اہل حال، اہل کمال، اہل کہانت کیلئے
- اہل جدت کیلئے، اہل روایت کیلئے
- اہل خواب، اہل خیال، اہل خطابت کیلئے
- اہل حیرت کیلئے، اہل حرارت کیلئے۔

آیئے! اس کتاب کو دل کی آنکھوں سے پڑھ کر عشق و مستی کے عالم میں غوطہ زن ہو جائیں تا کہ ہماری روح بھی بندگی خدا اور عشق رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی طرح سرشار ہو جائے جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک پر جب یہ کیفیت گزری تو آپ نے جھوم جھوم کر اپنے تمام دانت مبارک ایک ایک کر کے شہید کر دیئے اور انہی اداؤں نے انہیں یہ قابلِ رشک مقام اعلیٰ دلوا دیا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر یمن کی طرف رُخِ انور کرتے ہوئے فرماتے "میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت پاتا ہوں" اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عاشق ہونے کے اعتراف میں فرمادیا کہ "تابعین میں میرا عزیز ترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے"۔

کتاب کے آخر میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ، حالات و خصائص پیش نظر رکھتے ہوئے آج کے مسلمانوں کیلئے کچھ سبق اخذ کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہم کچھ سوچنے پر مجبور ہو سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس عاشقِ زار کے صدقے میری اس کوشش کو قبول فرماتے ہوئے ذریعہ نجات بنائے اور جن احباب نے اس تالیف میں میری رہنمائی فرمائی ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طالبِ دعا، سگِ عطار

محمد عامر گیلانی

منقبت

منزل عشق کا مینار اویس قرنی
عاشقِ سیّدِ ابرار اویس قرنی

رحمتِ حق کے طلبگار اویس قرنی
ہم گنہگاروں کے غمخوار اویس قرنی

ظاہری آنکھوں کو دیدارِ محمد نہ ہوا
پھر بھی کرتے تھے بہت پیار اویس قرنی

دل کے آئینے میں جلوہ تھا حبیبِ حق کا
روز کرلیتے تھے دیدار اویس قرنی

دنیا داروں سے بہت دُور رہا کرتے تھے
عشق میں رہتے تھے سرشار اویس قرنی

بخشش اُمت مرحوم کی کرتے تھے دعا
طالب احمد مختار اویس قرنی

ہو سکندر کا یہ اظہارِ عقیدت منظور
آپ کی مدح میں اشعار اویس قرنی

(۶/۱۲/۹۱ـ بروز جمعۃ المبارک)

عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرنی کی وجۂ تسمیہ

قرن یمن کے نواح میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جب اس کی تعمیر کے سلسلہ میں کھدائی کی گئی تو زمین سے گائے کا ایک سینگ نکلا۔ عربی میں چونکہ سینگ کو قرن کہتے ہیں اس لئے گاؤں کا نام قرن مشہور ہو گیا۔ یمن کے لوگ نہایت رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی نام کی نسبت سے قرنی کہلاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر بال بہت زیادہ تھے، اس لئے انہیں قرنی کہا گیا۔

حسب نسب

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرن کے مراد نامی قبیلہ کے ایک شخص عامر کے گھر پیدا ہوئے۔ چند روایات کے مطابق آپ کا نام عبداللہ جبکہ بعض کے مطابق ابن عبداللہ ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پکارا جاتا ہے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام مبارک اویس رکھا اور اسی سے آپ زیادہ مشہور ہوئے۔

علمائے انساب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب دو طریقوں سے لکھا ہے۔

۱۔ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر بن جزء بن نالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی۔

۲۔ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ مراد بن مالک مزحج بن زید ...... الخ

یہ خاندان یعرب بن قحطان تک جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ قحطانی النسل عربوں کو "عرب العاریہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کم سنی ہی میں وصال فرما گئے اور والدہ ضعیف اور نابینا تھیں جن کی خدمت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر مبارک کا زیادہ تر حصہ بسر فرمایا۔

دین حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قبیلہ مراد نے اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا تھا اور جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکار بن گیا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسلمان قبیلہ اور خاندان میں پیدا ہوئے۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ اس لئے کچھ کہنا مشکل ہے مگر یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور فیوض وبرکات کی جب تمام عرب میں شہرت ہوئی تو دوسرے علاقوں کی طرح یمن کے لوگ بھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک اور ذات گرامی سے آگاہ ہوگئے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فطرت صالح عطا کی تھی۔ انہوں نے جب ذکر پاک رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنا تو دل نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے رسول ہونے کی گواہی دے دی۔ گویا ان کو غائبانہ تصدیق قلبی حاصل ہوگئی اور پھر یہ ایمان والہانہ عشق کی صورت اختیار کرگیا۔ اسی عشق نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فنا فی الرسول کردیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کی جستجو کرتے رہتے اور ہر وقت سنتِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چلنے کی کوشش کرتے رہتے۔

زہد وقناعت، عبادت وریاضت اور اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انہوں نے ایسی مثال قائم کی کہ آج تک صلحائے اُمت کیلئے باعثِ رشک ہے۔

حلیہ مبارک

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک کمزور اور دُبلا پتلا، قد لمبا، رنگ سفیدی مائل گندمی، کندھے فراخ، آنکھیں سیاہ، نظر اکثر سجدہ گاہ پر رہتی، چہرہ مبارک گول اور پر ہیبت، داڑھی گھنی، سر کے بال اُلجھے ہوئے اکثر گرد وغبار سے اَٹے ہوئے اور لباس میں عام طور پر دو کپڑے شامل ہوتے ایک اونٹ کے بالوں کا کمبل اور دوسرا پاجامہ۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برص کے مرض میں مبتلا ہوئے تو بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی، یاالٰہی! مجھ سے یہ مرض دور فرما البتہ ایک نشان میرے جسم پر باقی رہے تاکہ میں تیری رحمت وشفقت کو ہمیشہ یاد کرتا رہوں۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر (بروایت دیگر پہلو پر) ایک دِرہم کے برابر سفید نشان تھا۔

تعلیم و تربیت

اگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہر تعلیم حاصل نہیں کی مگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کے روحانی توسل سے نہ صرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روحانی تربیت یافتہ تھے بلکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتبہ محبوبیت بھی حاصل تھا جیسا کہ حضرت علامہ عبد القادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف "تفریح الخاطر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کامل انسانوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے۔ عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد۔ اوّل جیسے سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت فرمائی۔ دوم وہ تربیت جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری پردہ فرمانے کے بعد فرماتے رہے ہیں۔ سوم عالمِ خواب میں تربیت، چہارم ارواح مجردہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تربیت فرمائی اسے تربیت روح کہا جاتا ہے۔

سادگی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کو اپنے اوپر اس قدر تنگ فرمالیا تھا کہ لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس، خوراک، گفتار غرضیکہ ہر ہر ادا میں سادگی جھلکتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ دنیا کی کوئی چیز اِکٹھی کی نہ دنیا سے کچھ اُٹھایا سادگی ہی کی وجہ سے لڑکے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیوانہ سمجھ کر چھیڑتے اور ڈھیلے مارتے تو آپ فرماتے "بچو! چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو تاکہ میرا خون نہ بہے اور میں نماز روزہ سے عاجز نہ ہو جاؤں"۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہری حلیہ مبارک ایسا سادہ تھا کہ بچوں کے علاوہ بڑے بھی آپ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

خوراک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہوگئے تھے اور انہوں نے ترکِ دنیا پر بڑی بڑی سختیاں برداشت کی تھیں لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کے چند لوگوں نے ایک علیحدہ مکان بنوایا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکان میں رہتے۔ اذانِ فجر کے وقت گھر سے نکل جاتے اور نمازِ عشاء پر واپس تشریف لاتے۔ واپسی پر راستہ سے چھوہاروں کی گٹھلیاں چن کر لاتے اور انہیں کھا لیا کرتے کبھی گٹھلیاں بیچ کر چھوہارے خرید لیا کرتے۔ کچھ چھوہارے اِفطار کیلئے رکھ چھوڑتے۔ اگر اتنے چھوہاتے یا کھجوریں مل جاتیں جو خوراک کو کفایت کرتیں تو بہتر (خستہ) کھجوریں صدقہ فرمادیتے۔ رات ہوتے ہی تمام سامان خورد ونوش جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوتا مستحقین میں تقسیم فرمادیتے۔

لباس

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس نہایت سادہ تھا۔ بیشتر روایات کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑیوں سے چیتھڑے اُٹھالاتے اور انہیں دھو کر جوڑ لگا کر خرقہ سی لیا کرتے بس یہی آپ کا لباس ہوتا۔

حضرت محمد پارسا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فصل الخطاب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیوند لگے ہوئے کمبل میں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کے پشم کے پیوند لگے ہوئے لباس میں دیکھا ہے۔

حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک کمبل تھا۔ لباس میں ایک تہبند یا ازار اور ایک چادر تھی۔ اکثر کبھی یہ کپڑے پھٹ جاتے تو کسی سے سوال نہ کرتے۔

شرح تعرف میں درج ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بالوں کی ایک چادر اور ایک پاجامہ تھا۔

حیات الذاکرین میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑیوں پر سے چیتھڑے چن لاتے تھے اور اپنا لباس بنا لیتے تھے۔ ایک روز کوڑی پر ایک کتا بیٹھا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر بھونکنے لگا۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، بھونکتا کیوں ہے؟ جو کچھ تیرے پاس ہے تو کھا اور جو کچھ میرے پاس ہے میں کھاؤں گا۔ اگر میں بخیریت پل صراط سے گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ورنہ میں تجھ سے بھی بدتر ہوں۔

بسر اوقات

کشف المحجوب میں سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل قرن سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک دیوانہ ہے، آبادی سے دور ویرانہ میں پڑا رہتا ہے کسی سے ملتا ہے نہ جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ کھاتا ہے۔ غم اور خوشی سے ناواقف ہے جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

شتر بانی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذریعہ معاش شتر بانی تھا جس سے آپ اپنی اور اپنی والدہ کی خوراک کا انتظام فرماتے تھے اور یمن میں آپ جیسا مفلس کوئی اور نہ تھا۔

شب و روز

سیّدنا حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دو کام کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے اونٹ چرانا یعنی شتربانی کرنا یا پھر کھجور کی گٹھلیاں زمین سے چن کر بازار میں فروخت کرنا۔ ان دونوں مشاغل سے فارغ ہو کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتے۔ اکثر شب و روز عبادت میں گزر جاتے۔ دن میں اکثر روزہ سے رہتے۔ شام کو چند عدد خرمے کھا کر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ کبھی نیند کا غلبہ ہوا کرتا تو اللہ عزوجل سے عرض کرتے، یاالٰہی! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں۔

عبادت

سیّدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب میں فرماتے "یہ شب رکوع کی ہے" اور پوری رات رکوع میں گزار دیتے۔ دوسری شب فرماتے "یہ شب سجدہ کی ہے" اور پوری رات سجدہ میں گزار دیتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزار دیں؟ فرمایا، دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس میں ایک سجدہ کرکے نالہائے بسیار اور گریہائے بے شمار کرنے کا موقع نصیب ہوتا۔ افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاکیزگی کا بڑا خیال رکھتے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ تین دن اور تین رات کچھ نہ کھایا پیا۔ راستہ میں ایک ڈلی پڑی ملی اسے اٹھا کر کھانا چاہا تو خیال آیا کہ حرام نہ ہو۔ فوراً پھینک کر چل پڑے۔

حکایت

کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء کے مطابق حضرت ربیع بن خشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گیا۔ دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں۔ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ میں منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں مگر وہ تا ظہر فارغ نہ ہوئے۔ میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح و تہلیل سے فراغت ہی نہ پاتے۔ اسی طرح تین شب و روز میں انتظار میں رہا۔ اس دوران میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ کھاتے پیتے اور نہ ہی آرام فرماتے دیکھا۔ میں نے چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں کچھ غنودگی نظر آئی۔ اس پر آپ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ عزوجل میں پناہ مانگتا ہوں بہت سونے والی آنکھ اور بہت ذلیل و خوار پیٹ سے۔ میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی ہی زیارت غنیمت ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل کر پریشان نہ کروں۔ لہٰذا میں ملاقات کئے بغیر واپس چلا آیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا احادیثِ مبارکہ میں تذکرہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی ملتا ہے۔ چند احادیث کو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف "جمع الجوامع" میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مشکوٰۃ کے آخری باب تذکرۂ یمن وشام کے تحت اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرمایا ہے۔ ان احادیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

❖ سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے وہ تمہارے پاس یمن کے وفود میں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے داغ تھے جو سب مٹ چکے ہیں صرف ایک داغ جو دِرہم کے برابر ہے باقی ہے وہ اپنی والدہ ماجدہ کی بہت خدمت کرتا ہے جب وہ اللہ عزوجل کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو پوری کرتا ہے۔ اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لینا۔ (مسلم)

❖ حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ (حاکم، ابن سعد)

❖ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تابعین میں میرا دوست اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ اس کی ماں ہوگی جس کی وہ خدمت کرتا ہوگا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کرتا ہے۔ اس کے جسم پر ایک سفید داغ ہوگا۔ اے صحابہ (رضوان اللہ اجمعین)! تم اگر ملو تو اس سے دعا کروانا۔ (مسلم)

❖ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت میں میرا دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ (ابن سعد)

❖ سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت میں بعض ایسے بھی ہیں جو برہنہ رہنے کے سبب مسجد میں نہیں آسکتے، ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے نہیں دیتا۔ انہی میں سے اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ہرم بن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ (ابن نعیم)

❖ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت میں ایک اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نامی شخص ہوگا۔ ربیع ومضر (قبیلے) کے آدمیوں کے برابر میری اُمت کی شفاعت کرے گا۔ (ابن عدی)

❖ سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیع کے آدمیوں سے زیادہ لوگ بہشت میں جائیں گے اور اس کا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوگا۔ (ابن شیبہ، مستدرک از ابن عباس)

❖ مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت میں ایک شخص ہو گا جس کو لوگ اویس بن عبد اللہ قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں۔ تحقیق اس کی دعائے مغفرت سے میری اُمت قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد میں بخش دی جائے گی۔ (ابن عباس)

❖ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن کی طرف رُخ فرماتے سینہ مبارک سے کپڑا اُٹھاتے اور فرماتے، "میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت پاتا ہوں"۔ (حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہاں اشارہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے)۔

❖ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جس کا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اس کی ایک ضعیف والدہ ہے۔ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ پر برص کا نشان ہے۔ پس جب تم اس سے ملو تو اسے کہنا کہ اُمت کے حق میں مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم، ابو نعیم)

اس حدیثِ مبارکہ میں سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے ہی سے فرمادیا کہ تم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملو گے بلکہ ملنے کی ترغیب بھی دلا دی اور اُمت کے حق میں دعائے مغفرت کرانے کا حکم بھی فرمادیا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر اُمتی کے حالات کا علم ہے خواہ وہ کہیں بھی کسی بھی حال میں ہو۔ اس لئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ صرف نام بلکہ ان کی بیماری کی تفصیلات اور جسم پر ایک سفید داغ اس کے مقام اور اس کے دِرہم برابر ہونے کا پتا دے دیا۔ ولایت اور نبوت کیلئے حجابات کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عاشق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں تو دوسری طرف دیوانہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ولایت کی حدوں کو پار کرنے کی وجہ سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوائف سے جمال وواقعات سے بے خبر نہ تھے۔

احکامِ شریعت کا دارومدار ظاہر پر ہے۔ اسی لئے تو عاشق و معشوق میں حجاب نہ ہونے کے باوجود حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تابعی کہا گیا صحابی نہ کہا گیا۔

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بزرگانِ دین یعنی محبوبانِ خدا کے پاس طلبِ دعا اور مشکل کشائی کیلئے جانا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنتِ مبارکہ ہے اور سرکارِ مدینہ، سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی صورت میں اُمت کی بخشش کیلئے دعا کروانے کا حکم فرمایا۔

یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عشاق سے بے پناہ محبت فرماتے تھے بلکہ عشاق کی محبت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے اور محبوبانِ خدا اور عشاق رسول کی تلاش اور زیارت کیلئے سفر کرنا، معلومات حاصل کرنا یا کم از کم خواہش رکھنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنتِ مبارکہ ہے۔

بکریوں کے بالوں کی تخصیص بھی اسی لئے کہ اس زمانہ میں مذکورہ قبائل بکریوں کی تعداد کی وجہ سے بہت مشہور تھے اور کسی بھی قبیلہ میں ان سے زیادہ بکریاں نہ تھیں۔ اگر ہم بکریوں کے بالوں کے بارے میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان قبائل کی بکریاں اپنے بالوں کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھیں۔ عام بکریوں کے بال لاکھوں میں ہوتے ہیں تو جو اپنے بالوں کی وجہ سے ضرب المثل ہوں ان بکریوں کے بالوں کی کتنی تعداد ہوگی اور پھر یہ ایک بکری کی بات نہیں بلکہ دو مشہور ترین قبائل کی تمام تر بکریوں کی بات ہے۔ پس واضح ہوا کہ جب ایک عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شفاعت پر اتنے اُمتی بخشے جائیں گے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشق ہیں اور جو خود محبوبِ خدا ہیں ان کی شفاعت کا کیا عالم ہوگا۔

کسی کو ناز ہوگا عبادت کی اطاعت کا
ہمیں تو ناز ہے محمد ﷺ کی شفاعت کا

تفریح الخاطر میں ایک روایت درج ہے کہ مقام قاب قوسین او ادنیٰ اور مقعد عند ملیک مقتدر پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سرتاپاؤں گلیم نور میں چھپ کر آرام کر رہا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی "یاالٰہی یہ کون ہے؟" اللہ عزوجل نے فرمایا، "یہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ ستر سال بعد آرام کر رہا ہے"۔

شان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو دنیا داروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان کے چہروں کا رنگ سیاہ، پیٹ لگے ہوئے، کمریں پتلی ہوتی ہیں اور وہ ایسے لاپرواہ ہوتے ہیں کہ اگر بادشاہ بھی ملے اور وہ ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرے تو وہ اجازت نہ دیں اور اگر مالدار عورتیں نکاح کرنا چاہیں تو نکاح نہ کریں۔ وہ اگر گم ہوجائیں تو کوئی ان کی جستجو نہ کرے۔ اگر مرجائیں تو ان کے جنازے پر لوگ شریک نہ ہوں اور اگر ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ کر کوئی خوش نہ ہو۔ اگر بیمار ہوں تو کوئی مزاج پرسی نہ کریں"۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فرمایئے وہ کون ہے؟ فرمایا "وہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے"۔

صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ "اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟"

فرمایا، اس کا حلیہ یہ ہے کہ اس کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی۔ دونوں کانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔ قد درمیانہ ہوگا۔ رنگ سخت گندمی ہوگا۔ ٹھوڑی سینے کی طرف جھکی ہوئی ہوگی۔ آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی ہوئی ہونگی۔ سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہوگا۔ اپنے اوپر روتا ہوگا۔ اس کے اوپر دو پرانے کپڑے ہوں گے جن میں ملبوس ہوگا۔ ایک پاجامہ اور دوسری چادر۔ دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں جانتا مگر آسمانوں پر خوب شہرت ہے۔ اگر وہ قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچ کردے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر حاضرین سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص قرن کا رہنے والا ہو کھڑا ہوجائے تو ایک آدمی کھڑا ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگا "اے امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! وہ میرا چچازاد بھائی ہے، اونٹوں کا چرواہا ہے اور اس مرتبے کا آدمی نہیں کہ امیر المومنین اسے یاد کریں۔ وہ آبادی میں نہیں رہتا، لوگوں سے بھاگتا ہے، خوشی اور غم سے بے نیاز ہے۔ جب لوگ ہنستے ہیں وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں وہ ہنستا ہے۔ لوگ اسے دیوانہ سمجھتے ہیں"۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا" میں اسی شخص کی تلاش میں ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس شخص کی دعا سے بروزِ قیامت اللہ عزوجل میری اُمت کے گنہگاروں میں سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد کو بخش دے گا"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انفرادیت

اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں سے بعض مستور (پوشیدہ) ہوتے ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستور بندوں کے سلطان ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح زندگی پوشیدہ رہ کر گزاری، اسی طرح وصال کے بعد بھی مستور رہے کوئی بھی صاحبِ قلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار کے بارے میں کوئی واضح مقام متعین نہ کر سکا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں چھپ کر زندگی گزارتے رہے۔ اللہ عزوجل قیامت کے دن بھی انہیں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہم شکل ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت کی طرف تشریف لے جائیں گے۔

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچانے اور ان سے اپنی اُمت کی بخشش کی دعا کروانے کی وصیت فرمائی۔

اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کثیر تعداد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے طفیل بخشی جائے گی۔

(غور فرمایئے کہ ایک تابعی کی یہ شان ہے تو صحابی کی کیا شان ہو گی اور پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہو گی)۔

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفس الرحمٰن کے لقب سے نوازے گئے اور درجہ محبوبیت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کو باعثِ سعادت سمجھا اور ملاقات کیلئے آپ کی اجازت طلب فرمائی۔

ایک روایت کے مطابق عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔

ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جتنے بھی ہم شکل ہوں گے اللہ عزوجل ان کو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کرے گا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سیّد التابعین" کے لقب سے بھی نوازا گیا۔

حضرت شیخ بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قبلہ تابعین، قدوۃ اربعین اور نفس الرحمٰن کے نام استعمال فرمائے تھے۔

کتاب مجلس المومنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سہیل یمن" اور "آفتاب قرن" لکھا گیا ہے۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات

علماء و مشائخ کا اجماع ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے غوث اور مستور الحال تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم زمان ہونے کے باوجود آپ کی زیارت سے محروم رہے۔ اس کی چند وجوہات پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ ماں کی خدمت

جمہور علماء و مشائخ کی یہی رائے ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدمتِ نبوی میں حاضر نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی والدہ اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھیں اور آپ دن رات ان کی خدمت و اطاعت میں رہتے تھے ان کی نافرمانی سے بہت ڈرتے تھے اور یہ استطاعت بھی نہ رکھتے تھے کہ والدہ ماجدہ کو بھی ہمراہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے جائیں اور نہ ان کو ایک لمحہ کیلئے تنہا چھوڑ سکتے تھے۔

۲۔ لفظ ماں (مادر) کا ایک اور مفہوم

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اکثر روایات میں آتا ہے کہ آپ اپنی مادر (ماں) کی خدمت میں مصروف (غرق) رہتے تھے اس لئے زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ماں کی خدمت کی قربانی نہ دی بلکہ اگر ایک مرتبہ زیارتِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے سفر مدینہ کیا بھی تو ماں سے اجازت لے کر کیا۔

حضرت شیخ عبد الخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نہایت لطیف بات اس سلسلہ میں بیان فرمائی ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ مادر کے سبب حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقاتِ ظاہری سے معذور تھے اس کے ایک اور معنی بھی ہیں جن کے مطابق لفظ مادر سے مراد "ام الانوار" ہے۔ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

كنت كنزا مخفيا فاجيت ان اعرف فخلقت الخلق (حدیثِ قدسی)

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ نورِ وحدت ظہور کثرت کرے تو سب سے پہلے اللہ عزوجل نے اپنے نور سے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا اور اس کا نام ام الانوار رکھا (جس کی وضاحت حدیثِ مبارکہ میں بھی ہے اور اول ما خلق الله نوری یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق فرمایا) جس طرح اولاد کی پیدائش ماں سے ہوتی ہے اسی طرح تمام انوار کا ظہور اور تمام مخلوقات و

موجودات کا وجود اسی نور سے منصہ شہود پر آیا۔ یہ نور ازل سے ابد تک دریائے وحدت سے مانند حباب متصل ہے کبھی اوپر جلوہ گر ہوتا ہے کبھی نور ذات میں غیب ہو جاتا ہے۔ سالک جب نور ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور متوجہ رہتا ہے تو اسی نور کی چمک مشتعل ہو کر سالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور سالک کے اندر کی نورانیت اپنے مرجع (یعنی نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف عروج کرتی ہے اور جب نورِ محمدی سے متصل ہو جاتی ہے تو سالک پر محویت و استغراق طاری ہو جاتا ہے اور جدائی کی طاقت باقی نہیں رہتی (سوائے اس کے کہ اسے ہدایت و ارشاد کے منصب پر فائز کیا جائے) حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مستغرق تھے اور جمال معنوی سے دوری کی طاقت نہ رکھتے تھے (اس کی مثال غزوۂ احد کے موقع پر دانت مبارک کی شہادت کا واقعہ ہے جس کی خبر کسی ظاہری نشریاتی رابطے یعنی ریڈیو، وائرلیس یا قاصد کی عدم موجودگی میں یمن میں بیٹھے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً پہنچی)۔

حضرت عین القضاۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مادر سے مراد ام الانوار ہی لیا ہے البتہ وہ اسے نورِ الٰہی کہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں یعنی نورِ الٰہی اور نورِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں کوئی فرق ہی نہیں کیونکہ مدنی تاجدار، سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من رانی فقد رای الحق

جس نے مجھے دیکھا پس اس نے اللہ عزوجل کو دیکھا۔

اس لئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان دونوں میں سے کسی بھی منبع نور میں مستغرق رہنا ایک ہی بات ہے۔

۳۔ عہدۂ قطبیت مانع تھا

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قطب و غوث کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام اور خواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس قول کو اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اولیای تحت قبای لا یعرفھم غیری

میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو میرے علاوہ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ خیال یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قطب و ابدال تھے کیونکہ آپ ہی مستور الحال رہتے تھے۔

ہدایۃ الاعمیٰ میں بھی یہی لکھا ہے کہ عہدِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبۂ قطبیت رکھتے تھے۔

۴۔ غلبۂ استغراق مانع تھا

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں اور حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں درج فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی اس کے دو سبب تھے: (۱) غلبۂ حق (۲) والدہ کی خدمت گزاری (جو کہ ضعیف اور نابینا تھیں)۔

حضرت ابو بکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاری کلاباذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب تعرف لمذہب التصوف میں تحریر فرمایا ہے کہ جب کسی کو مرتبہ فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ خودی کو بھول جاتا ہے اور لوگ اس کو دیوانہ اور بے خبر سمجھنے لگتے ہیں اس لئے کہ تن پوشی اور حظِ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں زائل ہو جاتا ہے۔ نہ مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اس کو ان سے راحت ملتی ہے چونکہ وہ اپنی ساری عقل کو مطلق یادِ حق میں متوجہ رکھتا ہے اس لئے خلق کی صحبت اور نفس کی مخالفت کی اس کو قطعی پرواہ نہیں رہتی۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس قسم کے مجاذیب اور دیوانے بہت ہوئے ہیں۔

۵۔ صورت ظاہری کا قصد نہ تھا

حضرت عین القضاۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لطائف نفیسہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری کو دیکھنے کا قصد نہ کیا کیونکہ جب صورت واقعی کے دیکھنے سے مطلب پورا ہو جاتا ہے تو صورت ظاہری آپ ہی حجاب ہو گی (حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صورت واقعی کو دیکھ کر بس اسی میں مستغرق رہے اسی لئے صورت ظاہری کی طرف خاص توجہ ہی نہ گئی)۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مستجاب الدعوات ہونا

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوشیدہ رہنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اگر لوگوں میں یہ بات ظاہر ہو جاتی تو ہر نیک و بد مستور و غیر مستور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرتا اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات و عبادات میں خلل پیدا ہوتا اور ایسا بھی ممکن نہ تھا کہ لوگوں کو شانِ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلوم ہونے کے بعد روکا جاسکتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستجاب الدعوات ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلبِ دعا کیلئے جانے کی وصیت فرمائی۔ یہ بھی قابلِ غور بات ہے کہ اگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہ بتاتے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک یمن کے قرن نامی گاؤں اور مراد نامی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں تو انہیں کوئی بھی نہ جانتا۔

بروزِ قیامت ستر ہزار فرشتے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شتربانوں کے حیلہ میں زندگی بسر فرمائی اور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پہچانا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و رُتبہ سے واقف رہے۔ اسی طرح بروزِ قیامت ستر ہزار فرشتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم شکل پیدا کئے جائیں گے تاکہ وہاں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی پہچان نہ سکے اور اسی فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت میں داخل ہوں گے۔

شبِ معراج اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبِ معراج میں فلک الافلاک پر پہنچے تو ملاحظہ فرمایا کہ کسی کی جسمانی روح کا قالب ربانی فیض وبرکات کی چادر اوڑھے ایک تخت مرصع ونورانی پر بڑے اطمینان وفراغت کے ساتھ بے نیازی کے انداز سے پاؤں پھیلائے ہوئے پڑا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استفسار پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ شان اور یہ جرأت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قالب کی ہے جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں دم مارا ہے اور دردِ فرقت میں قدم اٹھایا ہے۔ (تفریح الخاطر)

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب شبِ معراج میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خراٹے کی آواز سن کر مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی آواز ہے؟ تو غیب سے جواب ملا کہ یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے اور میں نے چند فرشتوں کو اس آواز پر متعین کر دیا ہے کیونکہ یہ آواز مجھ کو بہت پسند ہے۔

فرشتوں کا بے ہوش ہونا

حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینۂ سوختہ سے ایک ایسی لطیف ہوا چلی کہ فرشتے بے ہوش ہوگئے ہوش میں آنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ ہم کو سات لاکھ برس کا زمانہ ہوگیا مگر آج تک اس قسم کی خوشبو نہیں آئی تھی، جو اب عہد خاتم المرسلین میں آتی ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "یہ نسیم رحمت یمن کے مست الست شتربان (حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینہ کی ہے"۔

سفرِ مدینہ

والدہ ماجدہ کی زندگی میں سفرِ مدینہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں۔ آپ ہمیشہ ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اسی لئے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے۔ مگر ہمیشہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل میں بسائے، دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرزو کو دل میں پروان چڑھاتے رہے۔ جب شوق زیارت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستاتا تو مرغ بسمل کی طرح تڑپا کرتے آخر ایک روز ہمت کرکے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والدہ ماجدہ سے چار پہر کی رُخصت طلب کر ہی لی۔ والدہ صاحبہ نے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ آٹھ پہر میں میرے پاس آجانا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ضرورت کی تمام اشیاء ان کے سرہانے رکھیں اور کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اسی حلیہ میں سفر مدینہ شروع فرمایا۔

سفر کے دوران آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگے پاؤں بال بکھرے ہوئے، کمبل کندھوں پر رکھے بے تابی سے بھاگے چلے جاتے تھے۔ شوق زیارت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے جذبات میں ایک پُرلطف تبدیلی محسوس کرتے تھے، زار و قطار روتے چلے جاتے تھے۔ قرن (یمن) سے مدینہ شریف تک کے طویل راستہ کو آپ نے پیدل اور قافلوں کی مدد سے صرف چار پہر میں مکمل فرمایا۔ جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو آپ کی حالت ناقابلِ برداشت تھی اور لوگوں سے بے تابی کی حالت میں اپنے محبوب و مطلوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں پوچھتے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب شہر مدینہ کی مٹی کو، در و دیوار کو روتے ہوئے چومتے چومتے آخرکار حجرۂ مبارک تک پہنچے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں تشریف رکھتی تھیں جبکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو جواب ملا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے ہیں نہ جانے کب واپس تشریف لائیں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جب میرے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر واپس تشریف لائیں تو میرا اسلام پہنچادیں اور بتائیں کہ قرن سے آپ کا غلام آپ کی دید کیلئے بے قرار حاضرِ خدمت ہوا تھا مگر آہ! شرفِ زیارت سے محروم رہا۔ شاید میری قسمت میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نہ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا کہ ایسے حلیہ کا شخص آئے تو اسے روکنا۔ چنانچہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر چاہو تو مسجدِ نبوی شریف میں انتظار کر لو مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے پاس وقت بے حد قلیل ہے میری والدہ نابینا ہیں اور ضعیفہ۔ میں ان سے صرف آٹھ پہر کی اجازت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ چار پہر آنے میں سفر کے دوران لگ گئے اور چار پہر واپسی کے سفر کیلئے درکار ہیں۔ شاید ان آنکھوں کی قسمت میں شربت دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق کی پیاس بجھانا نہیں ہے اس لئے میں واپس جا رہا ہوں۔ میرا سلام عرض کر دیجئے گا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی کے کچھ ہی دیر بعد سرکارِ شفیع روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پُرنم آنکھوں سے عاشقِ زار کا سلام اور پیغام دربارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً حجرہ مبارک سے باہر تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حکم فرمایا کہ جلدی سے مدینہ شریف کی اطراف میں پھیل جاؤ اور دیوانہ رسول حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر لو۔ شمعِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروانے فوراً مدینہ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرنے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے ہر طرف تلاش کیا گیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی دور تشریف لے جا چکے تھے کیونکہ انہیں جلد از جلد والدہ ماجدہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونا تھا۔ اس طرح عاشقِ زار کی جسمانی آنکھوں سے دیدار کی حسرت پوری نہ ہو سکی۔

ایک روایت کے مطابق جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واپس چلے جانے کے بعد حجرۂ مبارک میں تشریف لائے تو آتے ہی دریافت فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آج یہ نور کیسا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پُرنم آنکھوں سے عرض کیا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے حلیے کا ایک دیوانہ آپ کی زیارت کرنے قرن سے حاضر ہوا تھا سلام کہہ کر چلا گیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پُرنم آنکھوں سے فوراً باہر تشریف لائے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ نور اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہے وہی دیوانہ آیا ہو گا۔

سفر مدینہ کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد، زیارتِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بے تابی اور فوراً واپسی کی خبر سنائی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استغراق کی حالت ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عاشقِ زار کی محبت میں آنسو بہائے۔

چند کتب میں اس واقعہ کی روایت کچھ اس طرح درج ہے کہ ایک مرتبہ دیدارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اشتیاق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر غالب آگیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا۔ اب ادھر انہوں نے ارادہ کیا ادھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی غزوہ میں شرکت کیلئے مدینہ شریف سے باہر جانا پڑا لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب ہم سب کے غم خوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد کوئی مہمان آئے گا۔ اگر وہ یہاں آئے تو اس کی خوب مہمان نوازی کی جائے اور ہر طرح سے خیال رکھا جائے کیونکہ وہ بڑا ہی پارسا شخص ہے اور میری واپسی تک اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ نہ رکنا چاہے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے مگر اس کی شکل و صورت یاد رکھ لی جائے۔ یہ حکم فرما کر نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔ بعد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف پہنچے مگر جب معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات، فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت مدینہ شریف میں موجود نہیں ہیں تو آپ نے اسی وقت واپسی کا قصد کیا۔ انہیں روکنے کی بہت کوشش کی گئی مگر وہ نہ رُکے اور نہ ہی کسی قسم کی خاطر کروائی اور واپس لوٹ گئے۔ جب مدنی تاجدار، اُمت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فوراً پوچھا "کیا کوئی مہمان آیا تھا؟"

اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ایک شخص جو کہ یمن سے آیا تھا، اس کی شکل و صورت چرواہوں جیسی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ معلوم ہونے کے بعد کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر پر موجود نہیں ہیں۔ ایک لمحہ بھی یہاں نہ ٹھہرا اور چلا گیا"۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تمہیں معلوم ہے وہ کون تھا؟ عرض کی نہیں حضور میں تو بالکل نہیں جانتی۔ فرمایا "وہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا جو میرے دیدار کیلئے یہاں آیا تھا اور دیدار کی حسرت دل میں ہی لے کر واپس چلا گیا اور وہ ٹھہر بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کی والدہ جو کہ بوڑھی اور نابینا ہے اس کی نگہداشت کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور یہ وہ شخص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا چاہنے والا ہے۔ جس کو صرف ذکرِ الٰہی سے غرض ہے اور وہ کسی چیز سے متاثر نہیں ہے۔ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرا عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر رشک آنے لگا اور فرمانے لگیں، اے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ شخص واقعی کس قدر عظیم ہوگا، جس کی عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کی تعریف اللہ عزوجل اور اس کا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کریں۔

والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد سفرِ مدینہ

ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ایک بار مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ اس وقت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ظاہری پردہ فرما چکے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے زمانہ میں کیوں نہ تشریف لائے؟ فرمایا، میری والدہ ضعیف اور علیل تھیں وہ مجھے ہمیشہ اپنے پاس رکھتی تھیں اور میں ان کی خدمت میں مشغول رہا اس لئے نہ آسکا۔ صحابہ کرام نے فرمایا، ہم تو اپنے والدین مال و متال سب کچھ آقا پر قربان کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا، اچھا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک و جمال و کمال بیان کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بعض نشانات بدن مبارک اور معجزات بیان فرمائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرا سوال ہیئت ظاہری سے نہ تھا بلکہ مقصود سوال حلیہ باطنی اور جمال معنوی کے بیان سے تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا کہ ہم جو کچھ جانتے تھے بتا دیا اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید کچھ ارشاد فرمانا چاہیں تو فرمائیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرطِ محبت میں جھوم گئے اور حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل اور جمال و کمال کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پر بے خودی اور سرمستی طاری ہوگئی اور جذب و رقت سے نڈھال ہو کر زمین پر گر گئے ذرا سنبھلے تو اُٹھے اور فرطِ محبت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ چومنے لگے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اگرچہ شان بڑی اعلیٰ ہے مگر انہوں نے جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کا عاشقانہ انداز میں بیان سنا تو مسرت کی وجہ سے انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ چوم لئے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ عقیدت و محبت کے تحت ہاتھ چومنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنتِ مبارکہ ہے۔

تیسرا یہ کہ عاشق کہیں بھی ہو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں تو ظاہری و باطنی جمال و کمال کا مشاہدہ کروا دینے پر باذنِ پروردگار قادر ہیں۔

اخلاق جہاں گیری میں کتاب خلاصۃ الحقائق کے حوالہ سے درج ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مسجدِ نبوی شریف کے دروازہ پر آکر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس زمین میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں وہاں میرا مناسب نہیں ہے اور ایسی مقدس و مطہر زمین پر قدم رکھنا سوءِ ادبی ہے۔

حضرت مولانا خالق داد فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کی خبر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر شہر مدینہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو۔ میرے پاؤں زمین پر ہوں اور ذات مقدسہ مطہرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبارک جسم زیر زمین ہو اور واپس لوٹ آئے۔

جبہ مبارک اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال ظاہری کے وقت اپنا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچانے اور ان سے اُمت کی بخشش کی دعا کی بابت فرمایا تھا چنانچہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں تلاش بسیار کے باوجود حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتا نہ چلا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک اور پیغام اس عاشق تک نہ پہنچ سکا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں ان کا پتا چلا تو فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔ ایک روایت کے مطابق عاشقِ رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

دو عاشق آمنے سامنے

یمن پہنچ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پوچھا گیا تو ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ اس وقت کہاں ہیں۔ اسی انتظار میں تھے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد ابدلان کی روش پر جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر کو گئے۔ آپ نے سلام کیا تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے لفظ "ہو" نکلا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حال کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی تو انہیں اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے لے گئے جنہوں نے کچھ پڑھ کر ان پر دم فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آگئے۔ پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے ساری کیفیت کہہ سنائی اور فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں جن کی ملاقات کیلئے ہم یہاں آئے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آپ اب پھر ادھر جائیں اور جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھیں تو ان سے ہمارا اسلام کہیں اور بتائیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں جب آپ پسند فرمائیں ملاقات کا موقع دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغام پہنچایا تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا فرمائیں۔ البتہ رئیسان یمن کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ اس وقت تک یمن بلکہ قصبہ قرن میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نہ جانتا تھا۔ جمعۃ المبارک کے دن جب مقررہ جگہ پر پہنچے تو سامنے ایک چبوترہ نظر آیا۔ قریب گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک خلقت جمع ہے اور نزدیک آنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر مبارک پر چتر شاہی سجائے شاہانہ لباس زیب تن کئے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہیں۔ رئیسان یمن حیرت و استعجاب کے عالم میں یہ منظر دیکھتے رہ گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے پہنچنے پر آپ ملاقات کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے مختصر گفتگو فرمائی اور پھر رُخصت فرمایا۔

کہتے ہیں کہ یہ سب تخت و تاج، خیمہ گاہ اور لشکر درگاہ ربّ العالمین سے فرشتے لائے تھے تاکہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل شان کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی جائے اور اب اس خیمہ گاہ کو فرشتے اُٹھائے دنیا میں پھرتے ہیں انہیں جدول کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

بروایت دیگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک لے کر قرن کے جنگل میں پہنچے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے پایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آہٹ محسوس ہوئی تو نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کر فرمایا کہ آج سے پہلے مجھے کسی نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ صاحبان کون ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے سلام کیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور خاموش کھڑے رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے پوچھا، آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا، عبد اللہ (کچھ لوگوں کے نزدیک آپ کا نام عبد اللہ بن عامر ہے جبکہ عبد اللہ کہنے سے مراد اللہ کا بندہ کہنا بھی ہو سکتا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، جو کچھ زمین و آسمان اور ان کے مابین ہے سب معبود برحق کی بندگی میں مصروف ہیں۔ آپ کو پروردگارِ کعبہ اور اس حرم کی قسم اپنا وہ نام بتایئے جو آپ کی ماں نے رکھا ہے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ میرا نام اویس ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا، اپنا پہلو کھول کر دکھایئے۔ جب پہلو کھول کر دکھایا تو انہوں نے برص کا نشان دیکھا تو فرمایا، ہم نے یہ سب کچھ تحقیق حال کے کیا تھا کیونکہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں آپ کی جو نشانیاں بتائی تھیں

وہ ہم نے دیکھ لی ہیں۔ ہمیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ ہم آپ کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلام پہنچائیں اور آپ سے اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بخشش کی دعا کروائیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، دعا کے لائق تو آپ ہیں۔ (سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی بلندو اعلیٰ شان کی طرف اشارہ فرمایا) صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جواب میں فرمایا، ہم تو دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ بھی حسبِ حکم و وصیتِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا فرمایئے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبہ مبارک لیا اور دور ایک طرف کو چلے گئے۔ جبہ مبارک کو آگے رکھ کر سر زمین پر رکھ دیا اور عرض کرنے لگے "اے اللہ عزوجل! میں یہ مرقع اس وقت تک نہ پہنوں گا جب تک تو میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری اُمت کو بخش نہ دے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور بے شک وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر خواہش اور ہر حکم پورا ہو۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنیں۔ اب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی اسی میں شامل ہے کہ جبہ مبارک پہنا جائے اس لئے آپ نے جبہ مبارک پہننے سے قبل اللہ تعالیٰ کے حضور یہ شرط پیش کردی کہ تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم تب ہی پورا ہوگا جب تو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کو بخش دینے کی خوشخبری سنائے گا۔

ایک اور نکتہ جو واضح ہوتا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک کے ساتھ اُمت کی بخشش کیلئے دعا کا حکم فرمانا یہ واضح کرتا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی وصیت کے ذریعے ایسا کرنے کا اشارہ فرمایا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی اُمت سے بے پناہ محبت ہے اتنی کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبہ مبارک جس عاشق کو عنایت فرمارہے ہیں۔ انہیں بھی اُمت کی بخشش کی دعا کرنے کا حکم فرمارہے ہیں۔

جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدہ میں زیادہ دیر ہوگئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو خیال ہوا کہ شاید وصال نہ فرماگئے ہوں۔ وہ قریب پہنچے تو آپ نے سجدہ سے سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا، اگر آپ ادھر تشریف نہ لاتے تو میں اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اُٹھاتا جب تک مجھے ساری اُمت کی بخشش کا مژدہ نہ سنا دیا جاتا بہرحال اب بھی اللہ تعالیٰ نے اس قدر (یعنی قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر) اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنہگاروں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد دونوں قبیلوں کا نام لے کر ان کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی تعداد کی بخشش کی خبر سنائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے کلمہ پڑھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی ایک اور دلیل کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے مسرت کے ساتھ فرمایا کہ (غیب کا علم جاننے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق و سچ فرمایا تھا کہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شفاعت پر ربیعہ اور مضر نامی قبائل کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی بخشش ہوگی)۔

غور فرمایئے یہاں صرف بھیڑ بکریوں کے بالوں کا ذکر ہے۔ یہ قبائل بھیڑ بکریوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے سارے بلاد العرب میں معروف تھے۔ دوسرا یہ کہ یہاں کی بھیڑ بکریوں کے بال بھی بہت زیادہ ہوتے تھے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ علاقے نسبتاً اونچائی پر واقع تھے اس لئے یہاں کی بھیڑ بکریوں کے بال بھی بہت زیادہ ہوتے تھے۔ ایک انسان کے جسم پر پانچ لاکھ سے زائد بال ہوتے ہیں تو سوچئے ایک بھیڑ یا بکری کے جسم پر کتنے بال ہوں گے اور وہ بھی ان معروف قبائل کی بھیڑ بکریوں کے۔

تیسرا جو سب سے اہم نکتہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے۔ احادیث اور تمام روایتوں میں مکان (یعنی دونوں قبائل) کی تو قید ہے مگر زمان کی قید نہیں تو یہ واضح ہوا کہ ان قبائل میں ازل سے ابد تک جتنی بھیڑ بکریاں جنم لیتی رہیں گی ان سب کے بالوں کے برابر اُمتی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کے صدقے میں داخلِ بہشت ہوں گے۔ ظاہر ہے اس تعداد کا اندازہ لگانا بھی ہمارے لئے ناممکن ہے۔

چوتھی بات یہ کہ جب ایک تابعی کی سفارش پر اتنے اُمتی بخشے جائیں گے تو صحابی، پھر خلفائے راشدین، پھر انبیاء، پھر رُسل اور پھر سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا کیا عالم ہوگا۔ سبحان اللہ

شفاعت کے صدقے میں جنت ملی ہے
عمل تھے جہنم میں جانے کے قابل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی ایک روایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش و جستجو میں رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ یمن سے مجاہدین کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا کہ مرکز سے ہدایات لے کر افواج اسلام میں شامل ہوجائیں جو عراق عجم، ایران، شام وغیرہ میں مصروفِ جہاد تھیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قافلے کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں کے بتانے پر آپ سیدھے ان کے پاس قرن تشریف لے گئے اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد پوچھا کہ کیا آپ کا نام اویس ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو دریافت فرمایا کہ کیا تمہاری والدہ ہیں؟ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہاں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے بارے میں سنا تھا بیان فرمایا اور دیکھا تو تمام نشانیاں ان میں موجود تھیں۔ پھر کچھ گفتگو فرمانے کے بعد دعائے مغفرت کیلئے فرمایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔

(اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کسی بھی صحابی کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ہونا ثابت نہیں ہوتا)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے اگلے سال کوفہ کا ایک معزز شخص حج کیلئے آیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ "اے امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! وہ نہایت تنگدستی میں ہیں اور ایک بوسیدہ جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بارے میں حدیثِ مبارکہ سنائی اور اس کے ذریعے سلام بھیجا۔ واپسی وہ شخص حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعائے مغفرت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تم ابھی تازہ تازہ ایک مقدس سفر سے آرہے ہو۔ اس لئے تم میرے لئے دعا کرو پھر پوچھا تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تھے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ (مسلم کتاب الفضائل)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا سوال اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا، اے اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیوں نہ ہوئے؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب نہ دیا کہ میں ماں کی خدمت اور غلبہ حال کی وجہ سے حاضرِ خدمت نہ ہوا بلکہ اُلٹا انہی سے پوچھا کہ آپ دونوں حضرات معرکہ اُحد میں شریک تھے بتایئے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا تھا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اس بات پر کبھی غور ہی نہ فرمایا تھا لہٰذا جواب میں فرمایا کہ ہمیں خیال نہیں کہ کون سا دانت مبارک تھا اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلبہ محبت میں اپنے دانت ایک ایک کر کے توڑنے کا واقعہ سنایا کہ اس وقت میں قرن کے جنگل میں اپنے بھائی کے اونٹ چرا رہا تھا۔ مجھے اچانک خبر ملی کہ میرے پیارے محبوب میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو دانت مبارک ابھی ابھی معرکہ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنا ایک دانت توڑا پھر خیال ہوا واللہ اعلم شاید یہ دانت نہ ہو پھر دوسرا توڑا پھر تیسرا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے سارے دانت توڑ ڈالے (یہ وہ ادا ہے جو تا قیامت عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی و پیشوائی کیلئے کافی ہے)۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا، میرے لئے دعا فرمایئے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں اپنی دعا کو اپنے لئے یا کسی اور کیلئے خاص نہیں کرتا بلکہ ہر شخص کیلئے جو بحر و بر میں ہے ہر نماز کے بعد مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمام مومن مردوں اور عورتوں، مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش طلب کرتا ہوں۔ پس اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر تم اپنا ایمان سلامت لے گئے تو میری دعا قبر میں تمہیں ضرور مل جائے گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سے اور بھی زیادہ متاثر ہوئے اور فرمایا، میں خلافت کو دو روٹی کے عوض دیتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا، ایسا کون ہے جو اسے لے گا؟ اسے سر بازار پھینک دو اور کہہ دو جس کا جی چاہے اُٹھا لے۔ (یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ طالبانِ حق حکمرانی کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں اسی لئے اقتدار کے حریص نہیں ہوتے)۔

اس ملاقات کے بارے میں جاننے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ محبت کا معیار مختلف اور انفرادی ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اگرچہ سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے بے مثال مجسمے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے پر اپنے دانت نہ توڑے۔

دراصل صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے احتراماً کبھی رُخِ انور کو بغور دیکھنے کیلئے نظریں ہی نہ اُٹھائی تھیں۔ بلکہ ہمیشہ دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نظریں جھکائے حاضر ہوتے تھے اس لئے محبت اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتی اور دوسری طرف اگر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دانتوں کی شہادت کا سنتے ہی اپنے تمام دانت توڑ ڈالے اس پر محبت ناز ضرور کرسکتی ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ میں ایک بات وضاحت طلب ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ اگر تم قبر میں ایمان سلامت لے جاؤ گے تو میری دعا کو وہاں پاؤ گے۔ شیطان کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی لا سکتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاقبت غیر محمودہ کی خبر دے رہے تھے جو یہ تصور کرے وہ ایسے ہے کہ اپنی عاقبت برباد کرلے ورنہ محاورات قرآن وحدیث سے باخبر انسان ایسے تصور کو جہالت سے تعبیر کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

ولئن اتبعت اھوآءھم من بعد ما جآءك من العلم انك اذا لمن الظّٰلمین

اگر آپ ان کی خواہشات کی اتباع کریں اس کے بعد آپ کے پاس علم آیا تو آپ اس وقت ظالم ہوں گے۔

اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، اگر تجھ سے غلطی ہوگئی تو استغفار کرو۔

ان دونوں مثالوں سے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل کتاب کی اتباع فرماتے تھے یا اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی غلطی ہوئی تو یہ واضح ہوا کہ یہ محاورے عمومی ہوتے اور بات کی وضاحت کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

ملاقات کے دوران امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی خواہش ظاہر فرمائی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا آپ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا، ہاں پہچانتا ہوں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اس کے بعد اگر کسی کو نہ پہچانیں تو آپ کیلئے بہتر ہے۔ پھر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، کیا اللہ تعالیٰ آپ کو جانتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو حضرت اویس قرنی نے فرمایا، اگر اس کے سوا کوئی اور آپ کو نہ جانے تو بہتر ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں آپ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا دو دِرہم نکلے فرمانے لگے، میں نے شتربانی سے دو دِرہم کمائے ہیں۔ اگر آپ اس کی ضمانت دیں کہ میں ان کے خرچ ہونے تک زندہ رہوں گا تو دے دیں۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

تب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اب آپ تشریف لے جائیں۔ قیامت قریب ہے میں زادِ راہ کی فکر میں ہوں۔

جب اہلِ قرن کوفہ سے واپس اپنے وطن آئے تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی عزت اور تعظیم کی کہ اپنے سردار کی بھی نہ کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حال دیکھ کر وہاں سے چلے گئے اور کوفہ میں آکر رہنے لگے جہاں آپ کو حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی نے نہ دیکھا۔

حکایت

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمیں حدیثیں سنایا کرتے تھے اور جب احادیث سنا چکتے سب لوگ اُٹھ کر چلے جاتے اور صرف چند لوگ کھڑے رہ جاتے تو ان میں سے ایک شخص عجیب طرح کی باتیں کیا کرتا تھا۔ ہم اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ نہیں آیا تو ہم نے دوستوں سے دریافت کیا کہ وہ کیوں نہیں آیا؟ کیا کوئی اس کو جانتا ہے؟ ایک شخص نے جواب میں کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں ان کا نام حضرت اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ ہم اس شخص کے ہمراہ آپ کے مکان پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا جب وہ باہر آئے تو ہم نے کہا کہ "اے بھائی! آج آپ کہاں رہے؟ ہمارے پاس کیوں نہیں آئے؟ فرمایا میں برہنگی کے سبب نہ آسکا۔ ہم نے کہا، لو یہ چادر اوڑھ لو۔ فرمایا نہیں کیونکہ اگر میں نے چادر اوڑھ لی تو لوگ اسے دیکھ کر مجھے ستائیں گے۔ ہم نے اصرار کرکے ان کو وہ چادر اوڑھادی۔ جب وہ چادر اوڑھ کر باہر نکلے تو لوگ کہنے لگے، کہو یہ چادر کہاں سے اوڑھائی؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا، دیکھا یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ تم ان کو کیوں ستاتے ہو تمہارا ان سے کیا مطلب ہے کبھی آدمی کے پاس کچھ کپڑا نہیں ہوتا تو وہ برہنہ بھی رہ جاتا ہے اور کبھی ہوتا ہے تو پہن بھی لیتا ہے پھر ہم نے آوازیں کسنے والوں کو خوب ڈانٹا اور دھمکایا مگر وہ تھے کہ باز نہ آتے تھے۔ الغرض وہ اپنی ظاہری حالت کی وجہ سے ہر قسم کے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنتے تھے اور اس کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزرگانِ طریقت میں ہوئے ہیں۔ صاحب معاملت تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی صحبت پائی تھی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیلئے قرن گئے مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے تشریف لے جا چکے تھے۔ جب مکہ معظمہ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں مقیم ہیں۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لے گئے مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں بھی نہ پایا۔ بصرہ کو واپس آرہے تھے تو دیکھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہر فرات پر وضو فرما رہے ہیں۔ وضو سے فارغ ہو کر ریش مبارک میں کنگھی کرنے لگے۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر سلام کا جواب دیا۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، آپ نے مجھے کیسے جان لیا؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، میری روح آپ کی روح کو پہچانتی ہے۔ کچھ دیر باہم بیٹھے رہے پھر حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رُخصت کیا۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیادہ تر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں باتیں کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، عمل کی جزا نیت پر موقوف ہے ہر انسان کو وہی پھل ملتا ہے جس کی نیت ہو جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ہجرت کی اس کو اس کا اجر ملے گا اور جس نے دنیا کی خاطر ہجرت کی یا عورت کی خاطر ہجرت کی کہ اس سے نکاح کرے۔ ایسے آدمی کی ہجرت انہی دنیاوی اشیاء کیلئے ہو گی۔ پھر حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا، اپنے دل کی حفاظت کرو۔

خوفِ الٰہی

حضرت ہرم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن حیان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مبارک سنائیے کہ میں آپ کی زبان سے سن کر اسے یاد کرلوں۔

فرمایا، میں نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پایا، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اقدس سے بہرہ ور ہوا، البتہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والوں کو دیکھا ہے اور تم لوگوں کی طرح مجھے بھی نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث پہنچی ہیں لیکن میں اپنے لئے یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا کہ محدث، قاضی یا مفتی بنوں۔ میں اپنے اشغال پورے نہیں کرسکتا دوسروں کو کیا نصیحت کروں۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم کی ہی کچھ آیات سنادیجئے کہ مجھے آپ کی زبان مبارک سے قرآن سننے کی خواہش ہے میں اللہ عزوجل کیلئے آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ میرے لئے دعا بھی فرمایئے اور کچھ وصیت بھی کیجئے تاکہ میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں۔ میری درخواست سن کر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھ کر چیخ مار کر رونے لگے اور فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے اس کا قول سب سے زیادہ برحق ہے۔ سب سے زیادہ سچی بات اس کی ہے اور سب سے زیادہ اچھا کلام اس کا ہے۔ اس کے بعد ما خلقتنا السموات والارض سے ھو العزیز الرحیم تک [1] تلاوت کرکے چیخ مار کر ایسے خاموش ہوئے کہ میں سمجھا کہ بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر مجھ سے فرمایا، ہرم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے والد فوت ہوگئے عنقریب تمہیں بھی مرنا ہے۔ ابو حیان مرچکے ان کیلئے جنت ہے یا دوزخ۔ اے ابن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آدم (علیہ السلام) انتقال فرماگئے۔ حوا (علیہا السلام) انتقال فرماگئیں، نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) انتقال فرماگئے۔ موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السلام) انتقال فرماگئے۔ داؤد خلیفۃ اللہ (علیہ السلام) انتقال فرماگئے اور ابن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے آقا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی پردہ فرماگئے۔ ابو بکر خلیفۃ المسلمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی گزر گئے اور آج میرے بھائی عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اللہ کو پیارے ہو رہے ہیں۔ یہ کہہ کر واعمراہ کا نعرہ لگایا اور ان کیلئے دعائے رحمت کی۔

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے اور ان کی خلافت کا آخری زمانہ تھا اس لئے میں نے کہا، اللہ آپ پر رحم کرے۔ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو زندہ ہیں۔ فرمایا اللہ (عزوجل) نے مجھے ان کی وفات کی خبر دی ہے اور اگر تم میری بات کو سمجھو تو ہمارا تمہارا شمار مردوں ہی میں ہے۔ ہونے والی بات ہوچکی۔

---

[1] الدخان: ۳۸ تا ۴۲۔

ترجمہ: اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا (البتہ) ہم نے انہیں حق (یعنی حکمت و مقصد) کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے بلاشبہ فیصلہ کا دن (یعنی یوم قیامت) ان سب (حساب و کتاب) کا وقت وعدہ ہے۔ اس دن کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا اور نہ ان لوگوں کو (کہیں سے) مدد ہی پہنچے گی ماسوا اس کے جس پر اللہ عزوجل رحم فرمائے بے شک وہ غلبہ والا رحم کرنے والا ہے۔

اتنا فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور کچھ مختصر دعائیں پڑھیں اور فرمایا، ہرم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ کی کتاب، نیکوں کی راہ اختیار کرنا اور محبوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا یہ میری وصیت ہے۔ میں نے اپنی موت کی خبر دی اور تمہاری موت کی خبر دی آئندہ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا اور ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل نہ ہونا واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرانا اور اپنے ہم مذہبوں کو نصیحت کرنا اور اپنے نفس کیلئے کوشش کرنا اور خبر دار جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تمہارا دین چھوٹ جائے اور قیامت میں تمہیں آتش دوزخ کا سامنا کرنا پڑے۔ پھر فرمایا، "الٰہی! اس شخص کا گمان ہے کہ یہ تیرے لئے مجھ سے محبت کرتا ہے اور تیرے لئے ہی اس نے مجھ سے ملاقات کی اس لئے اے اللہ عزّوجل! جنت میں اس کا چہرہ مجھے دکھانا (پہچان کیلئے) اور اپنے گھر دارالسلام میں مجھے اس سے ملاقات کا موقع عطا فرمانا۔ یہ دنیا میں جہاں کہیں بھی رہے اسے اپنے حفظ و امان میں رکھنا اس کی کھیتی باڑی کو اس کے قبضہ میں رہنے دینا اور اس کو تھوڑی دنیا پر خوش رکھنا اور دنیا سے تو نے جو حصہ اسے دیا ہے وہ اس کیلئے آسان کرنا اور اپنی عطاؤں اور نعمتوں پر اسے شاکر بنانا اور اسے جزائے خیر عطا فرمانا"۔ ان دعاؤں کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اب میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اچھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اب میں تمہیں آج کے بعد نہ دیکھوں۔ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں اور تنہائی اور عزت کو دوست رکھتا ہوں جب تک میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ زندہ رہوں گا انتہائی غم و الم میں مبتلا رہوں گا۔ اس لئے آئندہ نہ تم میرے بارے میں جستجو کرنا البتہ تمہاری یاد میرے دل میں رہے گی اس کے بعد نہ میں تمہیں دیکھ سکوں گا نہ تم مجھے دیکھ سکو گے مجھے یاد کرتے رہنا اور میرے لئے دعائے خیر بھی کرنا میں بھی ان شاءَ اللہ تمہیں یاد رکھوں گا اور تمہارے لئے دعائے خیر کرتا رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سمت چلے میں بھی ساتھ ہو لیا کہ چند گھڑیاں ان کے ساتھ اور مل جائیں لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے اور ہم روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا مگر کسی سے ان کی کوئی خبر نہ مل سکی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے اس ملاقات کے بعد سے کوئی ہفتہ نہیں گزرتا جس میں انہیں ایک دو مرتبہ خواب میں نہ دیکھوں۔

کراماتِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کرتا ہے لیکن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سچے عاشق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کی مدح فرماتے اور نفس الرحمٰن کے لقب سے نوازتے ہیں۔

- روایت ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے کا حال اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو اپنے جملہ دانت شہید کر ڈالے تو کچھ عرصہ بعد نکل آئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر شہید کر دیئے۔ اسی طرح سات مرتبہ نکلے اور سات ہی مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دانت شہید کئے۔

- ایک روایت کے مطابق جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام دانت مبارک شہید کر دیئے تو کوئی بھی سخت غذا نہیں کھا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کیلے کا درخت پیدا فرمایا تا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نرم غذا مل سکے جبکہ اس سے قبل کیلے کے درخت یا پھل کا وجود زمین پر نہ تھا۔ (واللہ اعلم)

- منقول ہے کہ یمن میں اونٹوں کو بھیڑیئے مل کر کھا جایا کرتے تھے مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹوں کی طرف رُخ بھی نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ آپ دن بھر اونٹوں کو چرتا چھوڑ کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو جایا کرتے تھے اور اونٹ فرشتوں کی نگہبانی میں خود بخود چرتے رہتے تھے۔

- جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کیلئے قرن تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ آپ وادی عرفہ میں اونٹ چراتے ہیں اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا جو خود بخود اڑ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر چلا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُمت کی بخشش کیلئے دعا کرنے کا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم پہنچایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبہ (خرقہ) مبارک کو بوسہ دیا اور پھر اس کو دور لیجا کر رکھ دیا اور پہلے غسل کیا اور پھر دو نفل ادا کئے اس کے بعد سر بسجود ہو کر دعا مانگنی شروع کی۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی اے اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! نصف اُمت تجھ کو بخشی۔ آپ نے سر مبارک نہ اُٹھایا پھر آواز آئی، دو حصہ اُمت بخش دی۔ آپ نے پھر بھی سر مبارک سجدہ سے نہ اٹھایا پھر ہاتف سے آواز آئی کہ ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر اُمت تیری سفارش پر بخش دی۔ آپ نے پھر بھی سر نہ اٹھایا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تاخیر کی وجہ سے ان کے قریب

تشریف لائے۔ آہٹ کی وجہ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک اُٹھالیا اور فرمایا، اے امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر آپ کچھ دیر اور توقف فرماتے تو حق تعالیٰ سے میں ساری اُمت بخشوا لیتا۔ (ارشاد الطالبین)

❖ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کی خبر دی اور جب حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف جاکر معلوم کیا تو اسی وقت شہادت کی تصدیق ہوگئی۔

❖ وصال مبارک کے بعد ایک پتھر میں کھدی ہوئی قبر پہلے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے تیار تھی۔ کفن کیلئے دو جنتی کپڑے اور خوشبو تک موجود تھی۔ دفن کرنے والے اسلامی لشکر کے مجاہدین جب واپسی پر اسی جگہ سے گزرے تو قبر مبارک غائب تھی۔

❖ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل کے ستر ہزار فرشتے آپ کو اپنی جلو میں لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔

❖ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اس جگہ آپ کی خدمت میں چھ درویشان صادق بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واردات الٰہی میں مغلوب الحال تھے۔ اسی حالت میں آپ کی نظر مبارک ان چھ درویشوں پر پڑی اور فوراً ان درویشوں کی اشکال، قد و قامت تک بدل گئی۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان چھ درویشان حق میں کوئی شخص امتیاز نہ کرسکا چنانچہ جب وہ چھ درویش آپ سے رُخصت ہوئے تو جس مقام پر جس درویش نے سکونت اختیار کی وہاں کے ساکنین اس درویش کو ہی اویس قرنی سمجھے۔ اسی طرح جس مقام پر جس درویش نے وفات پائی وہیں پر اس کا مزار بنا جو مزار حضرت اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام سے مشہور ہوگیا۔ (سہیل یمنی)

اس حکایت کے بارے میں مؤلف کتاب (سہیل یمنی) کا کہنا ہے کہ اگرچہ یہ حکایت مشائخ سے ثابت یا منقول نہیں ہے تاہم قدرتِ ایزدی کے مطابق ہے۔

❖ حضرت حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن سہیل فرماتے ہیں کہ میں چند سوداگروں کے ہمراہ ایک کشتی میں سوار تھا۔ کشتی میں انواع و اقسام کا مال لدا ہوا تھا۔ اچانک بادو باراں نے ہمیں گھیر لیا۔ کشتی طوفانی لہروں میں پھنس گئی یہاں تک کہ پانی بھرنے سے ڈوبنے لگی۔ سب مسافر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ کشتی میں ایک دیوانہ صورت ضعیف شخص بھی سوار تھا جس نے اونٹ کے بالوں کا کمبل اوڑھ رکھا تھا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور سمندر کی لہروں پر اس طرح چلنے لگا جس طرح زمین پر چل رہا ہو گردو پیش سے بے خبر و بے نیاز ہو کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ ہم نے فریاد کی، اے مردِ حق! ہمارے لئے دعا کیجئے۔ اس نے ہماری طرف رُخ کیا اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ ہم نے عرض کیا ہمارا حال تو آپ کے سامنے ہے۔ فرمایا حق تعالیٰ کے ساتھ قربت پیدا کرو۔ پوچھا کس چیز کے ساتھ؟ بولے ترکِ دنیا کے ساتھ اور بسم اللہ پڑھ کر کشتی سے باہر آجاؤ۔ ہم نے تعمیل کی۔ پانی کشتی کے اوپر سے گزر گیا لیکن ہم محفوظ و سالم کھڑے تھے فرمانے لگے اب تم دنیا سے آزاد ہو۔ سب نے پوچھا، اے مرد درویش! آپ کون ہیں؟ فرمایا، میرا نام اویس ہے۔ ہم نے عرض کیا اس کشتی میں تو مدینہ منورہ کے فقیروں کا سامان بھی تھا جو مصر کے ایک صاحب ثروت نے بھیجا تھا کیونکہ مدینہ میں آج کل قحط پڑا ہوا ہے۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مال تمہیں دے دے تو کیا تم سارا مال مدینہ کے فقیروں میں تقسیم کر دو گے؟ سب نے کہا ہاں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سطح آب پر دو رکعت ادا کی اور دعا فرمائی۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ کشتی مع سامان پانی سے باہر ابھری ہم نے اسے پکڑ لیا پھر ہم صحیح سلامت مدینہ شریف جا پہنچے تو ہم نے حسبِ وعدہ سارے کا سارا مال مدینہ شریف کے محتاجوں اور فقیروں میں تقسیم کر دیا۔

(زہرۃ الریاض)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ نماز کس طرح ادا کرنی چاہیئے؟ فرمایا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں نماز ادا کروں اور ایک ہی سجدہ میں رات گزار دوں اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ پڑھ کر بے خود ہو جاؤں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز میں خشوع کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی دوسرا شخص نیزہ مارے اور اسے خبر تک نہ ہو یہ نماز کا خشوع ہو گا۔

ایک اور موقع پر فرمایا، اگر آدمی آسمانوں اور زمینوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک وہ بندہ اللہ پر کامل یقین نہ رکھے۔ عرض کی گئی اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے کا مسنون اور مستحسن طریقہ کیا ہے؟ فرمایا، جو چیز تمہارے لئے مقرر کی جا چکی ہے اس کی فکر کرنی چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے وقت دنیا سے اس طرح منہ موڑ لو جس طرح انسان موت کے وقت منہ موڑتا ہے اور یہ چیز اس وقت حاصل ہو گی جب انسان موت کو ہر وقت اپنی شہ رگ سے قریب تر سمجھے اگر بندہ ایسا ہو جائے تو وہ اللہ عزوجل پر کامل یقین رکھنے والا بن جائے گا اور اس کی عبادت قبول ہو گی اور اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو گا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

عزلت پسندی اور تنہا نشینی کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ سے کبھی غافل نہ رہے۔ اسی فریضہ کی ادائیگی کے باعث انہیں لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک ساتھی کا بیان ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص آپ کے پاس گیا اور سلام کے بعد پوچھا اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا الحمد للہ۔ پوچھا زمانے کا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے؟ فرمایا یہ سوال اس شخص سے کرتے ہو جس کو شام کے بعد صبح تک اور صبح کے بعد شام تک زندہ رہنے کا یقین نہیں۔ اے میرے قبیلہ (مراد) کے بھائی! موت نے کسی شخص کیلئے خوشی کا کوئی موقع ہی باقی نہیں رہنے دیا۔ اے میرے مرادی بھائی! اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مومن کے فرض کی ادائیگی نے اس کا کوئی دوست باقی نہیں رہنے دیا۔ اللہ کی قسم! چونکہ ہم لوگوں کو اچھے کام کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں، اس لئے انہوں نے ہمیں اپنا دشمن سمجھ لیا ہے اور اس کام میں انہیں فاسق مددگار مل گئے ہیں جو ہم پر تہمتیں رکھتے ہیں اللہ کی قسم! ان کا یہ سلوک مجھے حق بات کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔

مجاہدات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے بڑے مجاہدات کئے۔ ساری ساری رات جاگتے رہتے۔ معمول تھا کہ ایک شب قیام میں گزارتے، دوسری شب رکوع میں اور تیسری سجدہ میں۔ اکثر رات کے ساتھ دن بھی عبادت میں گزر جاتا۔ مشہور تابعی حضرت ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن خثیم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان سے ملنے گیا دیکھا کہ وہ نمازِ فجر میں مشغول ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ وہ فارغ ہوں تو ملاقات کروں۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے اور ظہر تک برابر مصروف رہے پھر ظہر سے عصر اور عصر سے مغرب تک یہی حال رہا۔ میں نے خیال کیا شاید مغرب کے بعد اِفطار کیلئے فارغ ہوں وہ برابر عشاء تک ذکر واذکار میں مشغول رہے پھر صبح تک یہی کیفیت رہی۔ تین دن اسی طرح گزر گئے چوتھی رات تھوڑی دیر کیلئے سوئے اور تھوڑا سا کھانا تناول فرمایا پھر استغفار کرنے لگے کہ "اے اللہ عزوجل! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ میں نے یہ حال دیکھا تو اپنے دل میں کہا، میرے لئے اتنا ہی کافی ہے چنانچہ میں ان سے ملے بغیر واپس چلا آیا۔

علم ظاہر

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرتاج و امام تابعین ہیں ان کی ذات میں جملہ فضائل و کمالات اِکٹھے نظر آتے ہیں لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمائے ظاہر کے زمرہ میں شمار نہیں کیے جائے۔ حتیٰ کہ آپ سے کوئی روایت تک مروی نہیں ہے کیونکہ آپ یہ باب خود پر کھولنا ہی نہیں چاہتے تھے جیسا کہ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملاقات کے دوران جب حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی کہ "مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مبارکہ سنایئے تاکہ میں اسے یاد کرلوں"۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا "میں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پایا، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے بہرہ ور ہوا، البتہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو دیکھا اور تم لوگوں کی طرح مجھے بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث پہنچی ہیں لیکن میں اپنے لئے یہ دروازہ کھولنا نہیں چاہتا کہ محدث، قاضی یا مفتی بنوں۔ میں اپنے اشغال ہی سے فراغت نہیں پاتا"۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہرت کو ناپسند فرماتے اور مسندِ علم پر بیٹھنے سے شہرت حاصل ہونے کا اندیشہ ہے۔

علم باطن

تابعین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علوم باطن کا سرچشمہ ہیں اور صوفیائے کرام کے بے شمار سلاسل آپ کی ذاتِ بابرکات تک منتہی ہوتے ہیں۔

تیس ۳۰ سال سے قبر میں بیٹھے شخص سے ملاقات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص گزشتہ تیس سالوں سے ایک قبر میں بیٹھا ہوا ہے اور اس نے کفن کو اپنی گردن میں ارد گرد لپیٹ رکھا ہے اور ہر وقت گریہ زاری میں مشغول رہتا ہے۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو کہا کہ اے شخص رو رو کر تیری آنکھیں خشک ہو گئی ہیں جبکہ اس قبر اور کفن نے تجھے خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے اور یہ دونوں چیزیں راہ کا پردہ ہیں۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں کی شیرینی اور روشنی میں اپنی اندر کی کدورت کو محسوس کیا اور ایک زوردار چیخ مار کر اسی قبر میں سرد ہو گیا۔

بھیڑ اور روٹی کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین روز سے بھوکے تھے۔ آپ کے پاس کھانے کیلئے کوئی چیز نہیں تھی اور نہ ہی کوئی پیسہ تھا۔ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دِرہم ملا۔ آپ نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دِرہم کسی کا گرا پڑا ہو چنانچہ آپ نے دِرہم کو وہیں پڑا رہنے دیا اور آگے چل دیئے۔ پھر آپ نے سوچا کہ اگر کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی تو گھاس ہی کھالیتا ہوں ابھی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک بھیڑ کو دیکھا جو ایک تازہ گرم روٹی لا رہی تھی۔ بھیڑ نے روٹی لا کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے رکھ دی۔ آپ نے سوچا کہ شاید یہ روٹی کسی اور کی ملکیت ہو گی اس لئے آپ نے اس روٹی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ اس بھیڑ نے زبانِ حال سے عرض کیا، اے اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جس خدا کے آپ بندے ہیں میں بھی اسی کی مخلوق ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ پر یقین کریں کہ اس نے یہ روٹی خود بھجوائی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روٹی کھانا شروع کر دی۔

میرا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام یہ پیغام بھیجا کہ "اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کوفہ کے گورنر کو لکھوں کہ وہ آپ کا خاص خیال رکھے"۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا "میں خصوصیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے سخت خلاف ہوں۔ مجھے کسی کی حاجت نہیں میرا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں ہے مجھے تو بس یادِ الٰہی سے غرض ہے اور وہ میں کر رہا ہوں"۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کو بھی چھوڑ دیا اور کسی اور گمنام علاقے کی طرف نکل گئے جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ کوئی مل سکے اور نہ پہچان سکے۔

حلقۂ ذکر

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ کوفہ میں ذکر و شغل کا ایک حلقہ لگایا کرتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں شک

خیر التابعین حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جہاں بے شمار فضائل و کرامات کی روایات ملتی ہیں وہاں کچھ بیانات ان کے وجود کو ہی مشتبہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ابن عدی کا بیان ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کے منکر ہیں۔

لیکن بہت سے علماء و محدثین ان چند کمزور روایتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک کے وجود ہی کی منکر ہیں۔ جن کتابوں میں ایسی روایات درج ہیں ان میں سند موجود نہیں اس لئے محدثانہ اصول سے وہ ساقط الاعتبار اور ناقابل استناد ہیں۔

دوسری طرف غور کیا جائے تو صحیح مسلم تک میں ان کے فضائل ملتے ہیں بلکہ حدیث کی کتابوں مثلاً مسند احمد بن حنبل، صحیح بخاری، دلائل بیہقی، ابو نعیم، ابو یعلی، مستدرک حاکم وغیرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و فضائل کا بہت ذکر ملتا ہے۔

شہادت

شان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو جب تک لوگوں نے نہ پہچانا تھا تب تک وہ عام لوگوں میں نظر آتے تھے لیکن جب ان کی حقیقت آشکار ہوئی وہ ایسے روپوش ہوئے کہ پھر کسی نے نہ دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے اور ایک روایت کے مطابق آپ نے آذر بائیجان سے واپسی پر راہ میں مرض شکم کی وجہ سے وفات پائی اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ سفر سفر جہاد تھا۔ گویا دونوں روایات کے مطابق شرفِ شہادت سے مشرف ہوئے۔ کچھ روایات کے مطابق ملک یمن کے شہر زبید کے باہر شمال کی جانب آپ کا مزار مبارک موجود ہے۔

ایک مشہور روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرات کے کنارے آواز طبل سنی۔ آنے جانے والوں سے استفسار کیا کہ یہ قصہ کیا ہے؟ کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف جنگ کو تشریف لے جارہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لشکر کی سمت چل پڑے۔

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی آمد سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب حاضرین سے فرمایا کہ کون میرے ہاتھ پر موت کیلئے بیعت کرتا ہے تو ننانوے آدمیوں نے بیعت کی تو آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، ایک کمبل پوش آئے گا تو یہ تعداد پوری ہو جائے گی۔ ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ بات فرمارہے تھے، ادھر حضرت اویس رضی اللہ تعالی عنہ وہاں آپہنچے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک پر جان قربان کرنے کی بیعت فرمائی۔ میدانِ جنگ میں نکلے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

دوسری روایت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالی عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے آخری دِنوں میں آذربائیجان کے محاذ پر جہاد میں حصہ لینے کیلئے تشریف لے گئے آپ ان دِنوں اسہال کی بیماری میں مبتلا تھے۔ راستے میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے تھیلے سے دو ایسے کپڑے ملے جو دنیا کے لباسوں میں سے نظر نہ آتے تھے ان سے کفن تیار کیا گیا۔ اتنے میں لشکر مجاہدین کو کچھ فاصلے پر ایک کھدی ہوئی قبر تیار ملی نزدیک ہی معطر پانی اور خوشبو موجود پائے گئے۔ مجاہدین نے آپ کو اسی پانی سے غسل دیا، کفن پہنایا، خوشبو لگائی، نمازِ جنازہ پڑھائی، دفن کر کے محاذ کو روانہ ہوئے۔ واپسی پر لشکرِ اسلام پھر ادھر سے گزرا تو وہاں قبر تھی نہ کوئی نشان۔

وصال مبارک کے بارے میں دیگر روایات

- حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف معدن العدنی میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں ابن عساکر کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جنگِ صفین میں لڑکر شہید ہوئے۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا تو آپ کے جسم مبارک پر چالیس سے زائد زخم تھے۔
- شرح صحیح مسلم میں ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔
- تذکرۃ الاولیاء اور مراۃ الاسرار میں ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگِ جمل میں تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر بیعت کی تھی اور پھر جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کی طرف سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔
- مجالس المومنین میں ہے کہ ایک روز حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے فرات پر بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ طبل جنگ کی آواز سن کر کسی سے دریافت فرمانے لگے اور جب معلوم ہوا کہ شاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سپاہ کے طبل کی آواز ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے جا رہا رہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتباع سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہ کہتے ہوئے دوڑ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کی صف میں کھڑے ہوگئے اور صفین کے کسی معرکہ میں لڑتے لڑتے جام شہادت نوش فرمایا۔
- تحفۃ الاخیار میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا تو دیکھا کہ کوفہ اور اطراف وجوانب کے لشکر آپ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آکر جمع ہو رہے ہیں۔ ایک روز شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آج میرے پاس بیس لشکر جمع ہوگئے ہیں اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار مرد ہوں گے۔ یہ بات مجھے حیرت انگیز محسوس ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میرا خطرہ اپنی فراست باطنی سے معلوم کرلیا اور اسی وقت حکم دیا کہ دو نیزے اس جنگل میں گاڑ دیے تاکہ ہر شخص جو ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ ان نیزوں کے بیچ میں سے گزرے اور پھر احتیاط کے ساتھ لشکریوں کو شمار کرتے رہیں۔ جب مغرب کا وقت قریب آیا تو اس وقت تک صرف ایک شخص کی کمی رہ گئی تھی۔ جب کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ ایک شخص ابھی کم ہے

تو آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اب جو شخص آئے گا وہ مرد کامل ہوگا اور تعداد پوری کر دے گا۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مجاہدین نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص پیدل چلا آرہا ہے اور زادِ راہ کمر سے بندھا ہوا ہے پانی کا مشکیزہ گلے میں لٹکا ہوا ہے وہ شخص نہایت دُبلا پتلا اور کمزور ہے جبکہ چہرہ زرد اور گرد آلود ہے۔

مجاہدین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمتِ اقدس میں لائے۔ آپ نے سلام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دریافت کرنے پر آپ نے اپنا نام اویس قرنی بتایا اور فرمایا، آپ اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایئے تاکہ آپ کے دست حق شناس پر بیعت کر سکوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیعت ہونے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے فرمایا کہ "جنگ میں آپ کی مدد کرنے اور آپ پر اپنا سر فدا کرنے کیلئے بیعت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب ایک دن مرنا ضروری ہے تو پھر آپ پر ہی کیوں نہ اپنی جان نثار کروں۔

اس روایت کو اگر سامنے رکھا جائے تو ایک بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگِ صفین کے موقع پر بیعت سے قبل ملاقات پر نام پوچھا اور آپ کرم اللہ وجہہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتے نہ تھے ورنہ تعارف کی ضرورت نہ تھی اور عین ممکن ہے کہ قرن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکیلے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے جانے کی روایات دُرست ہوں کیونکہ اس ملاقات کے دوران جو گفتگو ہم تک پہنچی ہے اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے درمیان سوال و جواب ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گفتگو میں بالکل ذکر نہیں ملتا۔ ممکن ہے کہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ موجود ہوں مگر سوالات نہ پوچھے ہوں۔ امیر المومنین کے ادب کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی بات نہ کی ہو اور صرف گفتگو خاموشی سے سماعت فرمائی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی ہو مگر وہ روایات کے ذریعے ہم تک نہ پہنچ سکی ہو۔

الغرض حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگِ صفین سے قبل ملاقات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی غرض سے قرن تشریف نہیں لے گئے تھے۔ (واللہ اعلم)

❖ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ ابن عساکر نے حضرت عطاخراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت فرمائی ہے کہ "تحقیق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرض اسہال (دستوں کی بیماری) میں بحالتِ سفر فوت ہوئے اور اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن مبارک پر صرف دو کپڑے تھے جو دنیاوی کپڑوں میں سے نہ تھے۔

❖ ایک روایت کے مطابق جن کپڑوں میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن دیا گیا وہ ایسے کپڑے نہ تھے جن کو آدمی بنتے ہیں پھر دو آدمی ان کی قبر کھودنے گئے تو وہاں پہلے سے کھدی ہوئی قبر پائی۔ لوگ قبر میں دفن کر کے وہاں سے چلے گئے پھر جو وہاں گئے تو قبر کا نشان تک نہ ملا۔

❖ عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شواہد النبوۃ میں حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذر بائیجان میں غزا کو گئے تھے اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا تھا۔ آپ کے ہم سفر احباب نے چاہا کہ قبر کھودیں مگر ایک قبر پتھر میں کھدی ہوئی پائی گئی اسی قبر میں دفنا دیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت کے مطابق ۳/رجب ۲۲ھ میں وفات پائی جبکہ کشف المحجوب کے مطابق ۱۳/رجب ۷۳ھ میں وصال مبارک ہوا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک

تحقیقات کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار مزارات پائے جاتے ہیں:۔

۱۔ بندر گاہ زبید میں۔

۲۔ غزنی میں۔

۳۔ بغداد شریف میں۔

۴۔ نوح سندھ حدود ٹھٹہ پاکستان میں۔

جبکہ کچھ محققین کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سات مزارات ہیں جن میں سے چار وہ ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا اور تین کے مقامات کا صحیح علم نہیں۔

صحابی یا تابعی

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں علماء کرام کی اتفاق رائے ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں لیکن بعض حضرات ایسی روایات پیش کرتے ہیں جو آپ کے صحابی ہونے کی دلیل ظاہر کرتی ہیں۔

حضرت سید محمود بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیواۃ الذاکرین میں حضرت سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ "حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بارہا حاضر ہوئے اور غزوۂ اُحد میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تھے"۔ اس کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا قول ہے کہ "خدا کی قسم غزوہ اُحد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کے چار دندان مبارک شہید ہوئے ہی تھے کہ میں نے بھی اپنے چار دانت آگے کے توڑ ڈالے اور جوں ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا میں نے بھی اپنا منہ نوچ لیا (زخمی کر لیا) اور جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمر مبارک جھکی میں نے بھی اپنی کمر جھکا لی"۔ لوامع الانوار فی طبقات الاخیار میں بھی اسی طرح کی تصریح درج ہے۔

کچھ حضرات کی رائے ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسا عاشق زار اور اتنا بڑا ولی کامل شرائع اسلام سے ناواقف ہو جبکہ شرعی مسئلہ ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور لمحہ بھر کی صحبت پر غوثیت اور قطبیت کے تمام مراتب وکمالات نچھاور اور قربان ہوتے ہیں تو پھر وہ کس طرح اس منصبِ اعلیٰ کو ترک کرنا گوارا کر سکتے ہیں۔ والدہ ماجدہ مانع تھیں یا ان کی خدمت اہم فریضہ تھا تو اس کے ہزاروں شرعی اسباب وعلل آپ کے سامنے ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ تحقیق گفتگو اور علمی سوالات جو آپ نے صحابہ کرام سے کیے یہ بھی اسی طرح نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور میٹھے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوب جی بھر کر زیارت کی۔ زیارت تو ضرور کی ہے مگر یہ بھی تو عین ممکن ہے کہ جس طرح سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ یمن میں بیٹھے اپنے عاشق کو دیکھ لیا۔ اسی طرح مخفی طور پر اپنے عاشق کو بھی خوب زیارت کرا دی ہو۔

الغرض احایثِ مبارکہ اور جمہور علماء و مشائخ کی رائے اور نقل دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں۔

منصبِ فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو فنا فی الرسول کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطنی طور پر اپنے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کئی بار زیارت کا شرف بھی حاصل کیا بلکہ اکثر مشائخ کی رائے ہے کہ جب کوئی خوش نصیب عاشق فنا فی الرسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا عظیم منصب پالیتا ہے تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوہ ہر وقت اس کے سامنے رہتا ہے۔ اسی لئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہر وقت سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کی جستجو میں رہتے اور اپنی ہر ہر ادا کو سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ڈالنے کی سعی میں لگے رہتے۔ زہد و قناعت، ریاضت اور اتباع رسول کی آپ نے ایسی مثال قائم فرمائی کہ آج تک تمام مسلمانوں کیلئے باعثِ رشک ہے۔

بروزِ قیامت میرا دامن پکڑے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے بہشت عطا فرمائے گا اگر نہ گیا تو وہ بروزِ قیامت میرا دامن پکڑے۔ دعا یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا من لا یطهره طاعتی ولا تضره معصیتی فهب لی

ما لا یطهرك واغفرلی ما لا یضرك یا ارحم الراحمین

سلسلہ اویسیہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روحانیت اور تصوف کی دنیا میں بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے اور صوفیائے کرام کے بہت سے سلسلے آپ تک پہنچتے اور مکمل ہوتے ہیں۔ بعض مشائخ کی رائے ہے کہ تمام سلاسل کسی نہ کسی طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ضرور تعلق رکھتے ہیں مگر ایک طبقہ فکر کا خیال ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ دوسرے تمام سلاسل سے الگ ہے جسے سلسلہ اویسیہ کہا جاتا ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں اویسی عام طور پر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدولت براہِ راست بارگاہِ ربّ العزت سے فیض حاصل کر رہا ہو یا کرنے کے قابل ہو جائے یا کسی ایسے پیر کامل سے فیض یاب ہوا ہو جسے درمیانی واسطوں کے بغیر ہی ولایت مل گئی ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کے مطابق سلسلہ اویسیہ کے سات بنیادی اصول ہیں:۔

۱۔ اتباعِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

۲۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے دل نہ لگانا۔

۳۔ مطلب کے بغیر اور حق کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالنا۔

۴۔ یادِ الٰہی سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا۔

۵۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر جاننا۔

۶۔ ہر حال میں راضی برضا رہنا اور غصہ کو پی جانا۔

۷۔ غیبت سے اجتناب کرنا۔

ارشادات حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- جو شخص تین چیزوں کو قریب رکھتا ہے دوزخ اس کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(۱) اچھا کھانا (۲) اچھا لباس (۳) دولت مندوں کی صحبت میں بیٹھنا۔

یہ تینوں ایسے اعمال ہیں جن سے کوئی شخص دوچار ہو گا تو اس کیلئے جہنم کی خبر ہے اسے دوزخ سے فرار حاصل نہ ہو گا اور وہی اس کا ٹھکانا ہو گا۔

- میں تو یہ جانتا ہوں کہ میں نماز شروع کروں اور ایک سجدہ میں ہی ساری رات گزار دوں اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ پڑھ کر بے خود ہو جاؤں۔
- اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی دوسرا شخص نیزہ مار دے اور اس کو خبر تک نہ ہو تو یہ نماز کا خشوع ہو گا۔
- اگر آدمی آسمانوں اور زمینوں کے برابر خدا کی عبادت کرے تو خدا اس کی عبادت کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک وہ بندہ خدا پر کامل یقین نہ کرے گا۔
- جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنے خاص انعامات بھیجتا ہے اور فرشتے بھی اس کی سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔
- جس نے خدا کو پہچان لیا کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں رہتی۔
- وحدت کی تعریف یہ ہے کہ غیر اللہ کا خیال بھی دل کی طرف سے نہ گزرے۔
- میں نے رفعت و بلندی کی طلب کی اور اس کو پا لیا اور یہ سب کچھ مجھے فروتنی اور تواضع کرنے سے حاصل ہوا ہے اور صدق و راستی کے ذریعے مدومی اور مروت حاصل کی۔
- فقر و محتاجی کے ذریعے فخر و بندگی حاصل ہوتی ہے۔
- زہد میں راحت ہے اور قناعت میں شرف ہے۔
- توکل کے ذریعے بے پروائی اور استغناء حاصل ہوتے ہیں۔
- سوتے وقت موت کو سرہانے سمجھو اور جب بیدار ہو تو اسے (موت کو) سامنے سمجھو۔
- گناہ کو معمولی مت جانو بلکہ بڑا سمجھو کیونکہ اسی کے باعث تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو۔ اگر گناہ کو حقیر سمجھو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی حقیر سمجھو گے۔
- ان دلوں پر افسوس ہے جو شک میں پڑے ہوئے ہیں اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

- جس نے اللہ عزوجل کو اللہ عزوجل جانا وہ ہر چیز کو جان گیا اور اس پر کچھ مخفی نہ رہا۔
- میرا کام یہ ہے کہ سفر طویل ہے زادِ راہ قلیل۔ اسی لئے ہمہ وقت آہ وزاری کرتا ہوں۔
- اپنے دل کی حفاظت کرو۔
- سلامتی تنہائی میں ہے۔

اس قول کی وضاحت میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ گوشہ خلوت میں رہنے والے کا دل غیر سے خالی ہوتا ہے اس کو دنیا سے کوئی توقع نہیں ہوتی اور وہ آفات زندگی سے محفوظ ہوتا ہے تاہم یہ خیال غلط ہے کہ صرف گوشہ خلوت ہی اختیار کرلینا کافی ہے۔ جب تک ابلیس کا دل پر غلبہ ہو نفسانی خواہشات کا زور ہو اور دنیا و عقبیٰ کی کوئی آرزو بنی نوع انسان کو ستا رہی ہو تو خلوت در حقیقت خلوت نہیں کیونکہ کسی چیز یا اس کے تصور سے لطف اندوز ہونا برابر ہے۔ حقیقی خلوت یہ ہے کہ صاحبِ خلوت عین مجلس میں بھی خلوت سے دست بردار نہ ہو اگر عزلت گزیں ہو تو عزلت میں بھی فراغت محسوس نہ کرے۔

- میں نے فخر کو چاہا تو وہ مجھے فقر میں ملا۔
- میں نے آخرت کی بزرگی چاہی تو وہ مجھے قناعت میں ملی۔
- میں نے مروت طلب کی تو وہ مجھے صدق میں ملی۔
- میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے خلقِ خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔
- میں نے نسب چاہا تو وہ تقویٰ میں پایا۔
- اگر لوگ مجھے اسلئے دشمن رکھتے ہیں کہ میں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا ہے۔

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آسودگی حاصل کرنے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا ہوں تو فرمایا، آج تک تو ایسا کوئی شخص نہ دیکھا تھا جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو اور اس کے باوجود آسودگی کی تلاش کسی انسان میں کر رہا ہو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے امام و مقتداء تھے۔ وہ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہوگئے۔ ترکِ دنیا پر انہوں نے بڑی بڑی تکالیف برداشت فرمائیں۔

ہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ، احوال اور خصائص کے بارے میں پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ یقیناً ایک عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی برگزیدہ ہستی کی زندگی کے بارے میں پڑھ کر اور ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنے سے روحانی سکون میسر آتا ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوا ہے کہ وہ یہ کہ ہم نے ان تمام حالات وواقعات اور احوال وخصائص کا کس انداز سے مطالعہ کیا؟ کس سوچ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کتاب کو پڑھا؟ ہماری کیا نیت تھی؟ ہم کیا چاہتے تھے؟

آیا ہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاک کو اس لئے پڑھا کہ یہ ایک دیوانہ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں یا اس لئے کہ یہ اللہ عزوجل کے محبوب ومقبول بندے تھے یا اس لئے پڑھا کہ کچھ وقت اچھا گزر جائے یا پھر اس نیت سے اس کا مطالعہ کیا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے تذکرے سنتے تھے، آج حالات وواقعات کا بغور مطالعہ کرلیں۔

ہمیں ان سوالات کا جواب اپنے دل میں تلاش کرنا ہوگا یہی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ان احوال وخصائص کے مطالعہ کے بعد اپنا اور اپنی نیت کا تجزیہ کریں۔ جہاں تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق رسول اور خدا کی بندگی کا معاملہ ہے تو اس بارے میں میرا تو یہ ایمان ہے کہ ان کی انہی دو خوبیوں کا نتیجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کا اسم گرامی ہماری زبانوں پر ہے۔ ہر عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل میں آپ کی بے پناہ قدر ومنزلت ہے۔ وہ جب ذکرِ اویس سنتا ہے تو اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے لیکن جس پہلو کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کر کے، احوال جان کر، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و فراق میں دیوانگی کا پڑھ کر، بندگی خدا کو جانچ کر ہم نے اپنے لئے کیا اخذ کیا؟ بس اس کتاب کو تالیف کرنے کا میرا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اس سے اپنا اپنا حصہ حاصل کرلیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی پروردگار کو ماننے والے ہیں جو ہم سب کا بھی خالق و مالک و رازق ہے۔ یہ جن میٹھے مدنی تاجدار، اُمت کے غمخوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہے۔ ہم بھی انہی محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ واضح ہے کہ ہم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں بن سکتے مگر سوچئے! ذرا غور کیجئے! کیا یہ ممکن ہے کہ آج اس دور میں اپنے دور میں ہم بھی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن جائیں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ کو اپنے لئے نمونہ بناتے ہوئے ہم بھی ایسے عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بن جائیں کہ جس طرح اللہ عزوجل ان سے راضی ہوا ہم سے بھی خوش ہو جائے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعلیٰ مقام تک کس طرح پہنچے تو اس کا جواب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں " اگر آدمی آسمانوں اور زمینوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک وہ اللہ عزوجل پر کامل یقین نہ رکھے"۔

عرض کی گئی کہ اللہ عزوجل پر کامل یقین رکھنے کا مسنون اور مستحب طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا "جو چیز تمہارے لئے مقرر کی جاچکی ہے اس کی فکر کرنی چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے وقت دنیا سے اس طرح منہ موڑ لو جس طرح انسان موت کے وقت منہ موڑتا ہے اور یہ احساسات و کیفیات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب انسان موت کو ہر وقت اپنی شہ رگ کے قریب تر سمجھے اگر بندہ ایسا ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھنے والا بن جائے گا اور اس طرح اس کی عبادت قبول ہونے کے ساتھ ساتھ قربِ الٰہی نصیب ہو گا"۔

یہ ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی معراج۔ واقعی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بندہ دنیا سے منہ موڑتا ہے تو وہ گناہوں کی دلدل میں پھنسنے سے بچ جاتا ہے۔ یہ ارشاد مبارکہ اس حدیث مبارکہ کی تفسیر کرتا ہے جس میں سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

موتوا قبل ان تموتوا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

یعنی بندہ مرنے سے قبل ہی اپنی تمام تر نفسانی خواہشات، جھوٹی آرزوئیں اور تمناؤں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے قربان کر دے پھر ایسے ہی خوش نصیب لوگوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جن پر راضی ہو جاتا ہے ان خوش قسمت نفوس پر انعامات کی بارش ہوتی ہے اور پھر

بو بکر و عمر و عثمان و علی

بلال حبشی و اویس قرنی

(رضوان اللہ اجمعین)

جیسی ہستیاں سامنے آتی ہیں۔

لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی رضا ایک چیز سے مشروط کر دی ہے اس کا اظہار خود ہی اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے آگے ارشاد فرمایا ہے:

ذلك لمن خشي ربه

اس لئے کہ وہ اپنے ربّ سے ڈرے۔

گویا آج بھی قرآن حکیم پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے نادان لوگو! اگر خدا کو راضی کرنا چاہتے ہو تو پھر خدا سے ڈرنا ہو گا اور خدا سے ڈرنا یہ ہے کہ اس کے احکامات کی پیروی کی جائے اس کے محبوب رسول سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور گناہوں کی زندگی سے منہ موڑ کر دل کو یادِ الٰہی میں لگانا ہو گا یہی خوفِ خدا ہے۔

ہم نے پڑھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ احکاماتِ الٰہی اور تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں بسر ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاق، ایثار، اخلاص، تقویٰ، حبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، والدہ کی اطاعت، صبر و قناعت، شکر و توکل، خوفِ خدا، دنیا سے بے رغبتی، فکرِ آخرت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر الغرض زندگی کا ہر پہلو بندگی خدا کا آئینہ دار ہے۔ آج اگر ہم اپنی طرف غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام خصائص میں سے کوئی بھی ہم میں کما حقہ نہیں پایا جاتا۔

آخر کس چیز نے ہمیں اطاعتِ پروردگار سے روک رکھا ہے؟ ہم اپنے مست نفوس کو شریعت کی لگام کیوں نہیں ڈالتے اور اسے کیوں نہیں جھنجھوڑتے۔ اس نفس بد مست کو اس انداز میں مخاطب کرنا کیوں نہیں شروع کرتے کہ:

اے نفس! سوائے عمر کے تیرے پاس کیا سرمایہ ہے؟ اس کا بھی جو دم گزر جاتا ہے پھر ہاتھ نہیں آتا جو لمحہ گزر رہا ہے وہ ہمیں زندگی سے دور اور موت سے قریب تر کرتا ہے۔ پھر سانسوں کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہیں۔ اگر ہے تو بھی اس کا ہمیں علم نہیں ہے اور عمر بیت گئی تو نجات کا سامان کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا جو کچھ بھی کرنے کے لائق ہے ابھی کر لے۔ زندگی کے میدان کی تنگی اور آخرت کے میدان کی وسعتیں لا محدود ہیں۔ اس مختصر سی زندگی کے بعد جزا ہے یا سزا اس لئے اس محدود دنیاوی میدان میں کچھ کر گزر۔

اے نفس! خالقِ کائنات نے آج کا دن جو تجھے دیا ہے بس جان لے کہ یہ ایک دن نہیں ایک نئی زندگی عطا کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر نیند ہی میں موت آن دبوچتی تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی یہی حسرت ہوتی کہ اے کاش! ایک ہی دن کی مزید مہلت مل جاتی اور کچھ کام سنوارنے کا موقع مل جاتا اور اب اس حسرت و پچھتاوے سے بچانے کیلئے پروردگار نے جو مہلت کی نعمت عطا فرمائی ہے اسے غنیمت جان۔

اے نفس! اب میرا کہا مان ہی لے اور زندگی کے اس مختصر مگر قیمتی ترین سرمایہ کو ضائع نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ آج یونہی غفلت کی نذر ہو جائے اور کل کی مہلت ہی نہ ملے تو کیوں نہیں تصور کر لیتا کہ یہ ایک دن کی مہلت تجھے مرنے کے بعد عطا ہوئی ہے یعنی تُو نے مہلت طلب کی اور پروردگار نے تجھے عطا فرما دی اب اگر اسے ضائع کر دے گا تو تجھ سے بڑھ کر خسارہ اُٹھانے والا کون ہو گا؟

اگر اس طرح انسان اپنے نفس کو جھنجھوڑے تو اُمید ہے کہ ایک نہ ایک دن انسان ضرور نفس پرستی کی دلدل سے نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا کیونکہ نفس ہی انسان کو ربّ ذوالجلال کی نافرمانی پر اکساتا ہے۔ گویا نفسِ امارہ شیطان کا وزیر ہے اور بادشاہ جو حکم دیتا ہے اس کا ذمہ دار وزیر ہی کو ٹھہرا دیتا ہے لہٰذا اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرنے کیلئے نفس کی مخالفت کرنا پڑے گی اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ نفس کو دنیا سے بے رغبتی پر اکسایا جائے۔ جیسا کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقویٰ سے متاثر ہوئے تو فرمایا "میں خلافت کو دو روٹی کے عوض دیتا ہوں"۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ایسا کون ہے جو لے گا؟ اسے سرِبازار پھینک دو اور کہہ دو جس کا جی چاہے اُٹھا لے"۔

اسی ملاقات میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی، "اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اب آپ تشریف لے جائیں، قیامت قریب ہے اور میں زادِ راہ کی فکر میں ہوں"۔

یہ دونوں واقعات اس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نفس کو دنیا سے بے رغبتی اور نااُمیدی کی لگام ڈالی اور نفس بدمست کو نفس مطمئنہ بنا دیا۔ ایسا نفس مطمئنہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اشارہ فرمایا:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

اے اطمینان والی جان (نفس مطمئنہ) اپنے ربّ کی طرف واپس ہو یوں کہ

تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

(یہ خطاب نفس مطمئنہ والے مومن سے بوقتِ موت کیا جائے گا)۔

ہمیں اس پر خوب غور کرنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ہم سے پوچھا تو ہمارا کیا جواب ہو گا۔ اس گفتگو کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل حکایت قابلِ غور ہے۔

ایک روز خلیفۃ المسلمین کا دربار لگا ہوا تھا۔ امیر المومنین اپنے تخت پر جلوہ افروز تھے اور اپنی سلطنت کے مختلف سرداروں سے مختلف اُمور پر گفتگو ہو رہی تھی۔ گفتگو کے بعد خلیفہ نے ان سرداروں کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور سب سرداروں کو اگلے دن یہ خلعتیں زیب تن کرکے دربار میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ سب سرداروں نے حکم کی تعمیل کی۔ جس پر خلیفہ بے حد خوش ہوا۔ دربار میں جو سردار حاضر تھے ان میں سے ایک کو نزلہ کی شکایت تھی جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا اس نے ایک پاس بیٹھے سردار کو سرگوشی کرتے ہوئے کہا، اے نہاوند کے سردار! اس وقت میں بے حد پریشان ہوں ناک ریزش کی شکار ہے اور گلے میں تراوش ہو رہی ہے بتاؤ میں کیا کروں؟ نہاوند کے سردار نے جواب دیا، صبر سے کام لو یہ دربار ہے یہاں ایسی باتیں قابل مسموع نہیں ہوتیں۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس سردار نے چھینکیں لینی شروع کردیں۔ پے درپے چھینکوں نے سب کی توجہ اس کی طرف منعطف کردی۔ خلیفہ کو اس کی چھینکیں بہت گراں گزریں لیکن اس نے چشم پوشی سے کام لیا۔ چھینکوں نے ناک سے نلی جاری کردی اور اس نے بے اختیار اپنی خلعت کی آستین سے ناک پونچھ لی۔ خلیفہ کو اس کی یہ حرکت بڑی ناگوار گزری اور اس نے ڈانٹ کر کہا، او ذلیل انسان یہ تو نے کیا کردیا؟ سردار کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا وہ خاموش رہا۔ خلیفہ نے پھر وہی سوال کیا، تو نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟ سردار بولا، حضور والا! رحم.... غلطی ہوئی.... گنہگار ہوں لیکن میرا یہ گناہ' یہ غلطی غیر اختیاری اور اضطراری تھی اس لئے مجھے معاف کردیا جائے۔

خلیفہ نے دربانوں کو حکم دیا، اس سے میری خلعت واپس لے لی جائے اور اسے خلیفہ نے دربار برخاست کیا۔

نہاوند کے سردار کا کہنا ہے کہ میرے دل پر اس واقعہ کا گہرا اثر ہوا جب دربار برخاست ہونے کے بعد سب لوگ چلے گئے تو میں خلیفہ کے پاس گیا اور عرض کیا، حضور والا! آپ انصاف سے کام لیں تو یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ خلیفہ نے تعجب سے پوچھا، کون سا مسئلہ؟ مسئلہ تو میں نے حل کردیا۔ میں نے خلیفہ کو یاد دلایا، امیر المومنین! مسئلہ یہ ہے کہ اب مجھے آپ کے دربار کی حاضری اور خلعت فاخرہ کی وصولیابی پر شرم محسوس ہو رہی ہے۔ خلیفہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا، میرے دربار کا تو دوسرا خطاکار ہے تو ہوش میں تو ہے کیا جانتا ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟

میں نے جواب دیا، یہاں آنے سے پہلے اور ابھی تھوڑی دیر قبل تک میں بے خبر تھا لیکن اب میں ہوش میں آچکا ہوں اس لئے اس وقت جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنے ہوش و حواس میں رہ کر کہہ رہا ہوں۔ خلیفہ نے پوچھا، آخر تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ میں نے جواب دیا، صرف یہ کہ میں نے نہاوند کی سرداری پر فائز رہ کر اور آپ سے خلعت فاخرہ وصول کرکے اپنی زندگی کی بدترین غلطیاں کی ہیں۔ براہِ کرم آپ اپنی خلعت فاخرہ واپس لے لیں۔ خلیفہ یکدم جلال میں آگیا اور بولا، یہ تو کیا بک رہا ہے؟

میں نے نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے عرض کیا، جناب والا! میں نے جو کچھ کہا ہے اپنے ہوش و حواس میں رہ کر کہا ہے۔ آج جب آپ نے ایک سردار کو محض اس وجہ سے خطاکار قرار دے دیا کہ اس نے غلطی سے آپ کی عطا کردہ خلعت سے ناک پونچھ لی تھی تو میں نے سوچا کہ میرے مالک حقیقی نے بھی ہمیں ایک مستقل خلعت عطا کر رکھی ہے اور ہم اس خلعت سے کیسا نازیبا اور ناروا سلوک کرتے ہیں کیا ہمیں ہماری اس گستاخی کی سزا نہیں دی جائے گی؟ ضرور دی جائے گی۔ امیر المومنین! آپ مخلوق ہیں اور جب آپ کو یہ پسند نہیں کہ کوئی آپ کی عطا کردہ خلعت سے بے ادبی کرے تو وہ جو ہم سب کا مالک و خالق ہے یہ بات کیونکر گوارا کرے گا کہ ہم اس کی عطا کردہ خلعت کو اس کی مخلوق کے سامنے کریں۔

خلیفہ چکرا گیا گھبرا کر آہستہ سے بولا، اے نہاوند کے سردار تو جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ نہاوند کا سردار جو اَب سرداری کو ترک کر چکا تھا اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ذریعے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کی اب دنیا انہیں حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اب اس حکایت پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیا کچھ عطا نہیں کیا؟ کون سی ایسی نعمت ہے جس سے انسان محروم ہے۔ آخر ہم کس کس نعمت کی نافرمانی کریں گے۔ ہوا، پانی، آگ و خاک یا جسم ہر ہر نعمت ہی تو خالق کائنات کے شکر کی ادائیگی کی طرف پکار رہی ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرما رہا ہے:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ

پھر تم سے ہر ایک نعمت کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔

کیا ہم اس قابل ہیں کہ ہر نعمت کے بارے میں سوالات کے جواب دے سکیں۔ ادھر صرف ایک دنیا دار بادشاہ نے ایک دنیادار سردار کو حقیر دنیوی تحفہ یعنی خلعت دی اور معمولی سی غیر اختیاری غلطی پر اس سے وہ حقیر سی خلعت واپس لے لی۔ ادھر ہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ بے شمار نعمتوں کی ہر طرح سے ناشکری کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے (خدانخواستہ) ناراض ہو گیا تو کیا کوئی دوسرا خدا ہے جس کے پاس جا سکیں گے؟ اگر کل بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھ لیا کہ بتاؤ میں نے تم کو جوانی عطا کی اس کو کیسے گزارا؟ میں نے تم کو مال عطا کیا اس کو کیسے صَرف کیا؟ میں نے تمہیں دنیا کی بے شمار نعمتیں عطا کیں ان کا استعمال کیسے کیا؟ میں نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا اور حکم فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان مرنا۔

یعنی تم خلوت میں ہو یا جلوت میں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان لانے کے بعد کہیں ایسے کام نہ کر بیٹھنا جو تم سے مومن کی صفات کو دور کر دیں۔ یعنی کسی غیر مسلم کے طریقے پر نہ چلنا۔ کسی نصرانی، یہودی یا آتش پرست کی پیروی نہ کرنا کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ایسا کرنے سے بے خبری میں خدا کی ناراضگی مول لے لو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من تشبہ بقوم فھو منھم

جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا۔ پس وہ انہی میں سے ہوگا۔

بلکہ تم مرنا تو مسلمان ہی مرنا تاکہ جب جنازہ اُٹھے دنیا والے کہیں کہ واقعی یہ کسی عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا جنازہ جا رہا ہے۔ خالق کے فرمانبردار کا جنازہ جا رہا ہے۔ کسی مقبولِ خدا بندے کا جنازہ جا رہا ہے۔

اب ہمیں خود ہی یہ فیصلہ کرنا ہوگا اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کتنا ڈرتے ہیں اور کیا واقعی ہم اپنے پروردگار سے ایسا ڈرے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے یا پھر دنیا کے معمولی افسروں سے مالِ دنیا کی خاطر ڈرتے رہے۔

کیا واقعی ہمارے اعمال ایسے ہیں کہ ہم فخریہ کہہ سکیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس پر ہمیں خوب سوچنا ہوگا۔

ہمیں سوچنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ پوچھ لیا کہ میں نے تم کو ایمان کی دولت عطا کی اور پھر یہ حکم فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

کیا ہم خود کو اور اپنے اہلِ خانہ کو جہنم کی آگ سے بچا رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ خود بھی رِشوت لیتے اور کھاتے ہیں اور گھر والوں کو بھی خوب رشوت کا مال کھلا رہے ہوں۔ کیا ہمیں گناہ کرنے سے شرم نہیں آتی۔ کیا کبھی ہم اپنے گناہوں پر نادم ہوئے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ہنس ہنس کر گناہ کرتا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں جائے گا۔

افسوس ہم مال و دولت کی محبت میں پڑ کر سب کچھ بھول گئے۔

جیتنے دنیا سکندر تھا چلا
جب گیا دنیا سے خالی ہاتھ تھا
دولتِ دنیا کے پیچھے تو نہ جا
آخرت میں مال کا ہے کام کیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

مگر ہم لوگ غفلت کی دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں اور شیطان کی پیروی میں مصروف ہیں۔ شیطان ہمیں اغیار کے طریقوں کی طرف رغبت دلاتا ہے اور ہم آنکھیں بند کیے اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ شیطان ہمیں دین سے دور لے جا رہا ہے مگر ہم پر کسی بات کا اثر تک نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ اب ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے احکامات کی بجا آوری کریں اور شیطان کے واروں سے بچنے کیلئے پیروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کریں۔

آج ہمارے ایمان کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک ڈاکٹر کسی مریض کو کہہ دے کہ فلاں چیز سے پرہیز کرو، ورنہ تمہاری صحت کو خطرہ ہے تو بندہ فوراً ڈاکٹر کی بات پر عمل کرتے ہوئے نقصان دہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔

وکیل صاحب کہتے ہیں اگر یہ بیان دیا جائے تو بندہ سزائے موت سے بچ سکتا ہے تو فوراً بیان ویسا ہی دیا جاتا ہے۔ سائنسی آلات اگر یہ بتا دیں کہ کل فلاں جگہ زلزلہ آئے گا تو لوگ فوراً وہ جگہ خالی کر دیں گے اگر خدا اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پیش گوئی فرما دیں کہ اگر نماز جان بوجھ کر قضا کی تو دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ ایک روزہ قضا کیا تو نو لاکھ سال جہنم میں جلنا ہو گا اور جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی وہ اس وجہ سے جہنم میں جائے گا تو یہ سب سن کر ہمارے سر پر جوں تک نہیں رینگتی ہاں یہی ہمارے ایمان کی حالت ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر کی بات غلط ہو سکتی ہے۔ وکیل کی دلیل جھوٹی ہو سکتی ہے۔ سائنسی آلات و مراکز کی پیش گوئی غلط ثابت ہو سکتی ہے لیکن خالق و مالک کائنات اور اس کے بھیجے ہوئے محبوب رسول سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک بات سچ و حق ہے۔ غلط ہونا تو دور کی بات اس میں ذرہ برابر بھی کمی یا زیادتی ممکن نہیں ہے۔

اس لئے ابھی موقع غنیمت جانتے ہوئے ہمیں اپنا اپنا محاسبہ ابھی سے شروع کر دینا چاہئے اور اپنی زندگی کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقے پر چلانے کی سعی کرنی چاہئے پھر ہی ہم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن سکیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہمارے دل میں بھی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی شمع روشن کر دیگا۔

بہر غفلت تیری ہستی نہیں
دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
مال کے جنجال سے ہم کو نکال
ہو عطا یا ربّ سوزِ اویس

آمین بجاہ النبی طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دربار اویسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہوئی اویس تے جد تاثیر مصطفیٰ دی
رکھی سجا کے دل وچ تصویر مصطفیٰ دی
اک دند دے تصور بتی شہید کیتے
سمجھی اویس قربانی توقیر مصطفیٰ دی
پورا اوہناں نوں آیا اوہ خرقہ مبارک
خواجہ دے حصے آئی جاگیر مصطفیٰ دی
سی ذاتِ مصطفیٰ دی اوہدی نظر دا چانن
خواجہ اویس قرنی قربانی تنویر مصطفیٰ دی
وسدا رہوے ہمیشہ اویسی ایہہ دوارہ
اس در توں لبھ دی اے تفسیر مصطفیٰ دی
پیران پیر یارو رہبر بشیر دے نے
نظر کرم اویسی تاثیر مصطفیٰ دی

عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ عزوجل ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت

(حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے سرور یگانہ حضرت اویس قرنی
محبوب زمانہ حضرت اویس قرنی
کرنا نظر جو مجھ پہ آیا ہوں تیرے در پہ
اے عاشقوں کے رہبر حضرت اویس قرنی
تم گنج سرمدی ہو، مقبول ایزدی ہو
محبوب احمدی ہو حضرت اویس قرنی
جو رمز ہے تمہاری اللہ کو ہے پیاری
واقف ہے خلق ساری حضرت اویس قرنی
تو شہنشاہ نرالا، تیرا ہے بول بالا
مطلوب کملی والا حضرت اویس قرنی

عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قصیدۂ مقدسہ

(حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

صل یا رب علی راس فریق الناس	اے اللہ! تمام لوگوں کے سردار پر درود بھیج!
منه للخلق امان برمان الیاس	قیامت میں صرف انہی سے مخلوق کو امان ہو گی
صل یا رب علی من هو فی حرغد	اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس ذات نے
کل من یظما یسقیه رحیق الکاس	ہر پیالے کو خالص شرابا طہورا کے پیالے بھر بھر کے پلائیں گے
صل یا رب علی من برجاء الکرم	اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس کے لطف و کرم سے
خص من جآء الیه بعموم الناس	ان کا کرم اپنے پرائے کیلئے ہے جو بھی آیا محروم نہ رہا
صل یا رب علی مونس کل البشر	اے ربّ! ہر بشر کے مونس و غمخوار پر درود بھیج!
مبدل الوحشة فی قبر باستینا	ہر قبر میں اپنے انس سے قبر والے کی وحشت دور فرمائیں گے
صل یا رب علی روح رئیس الرسل	اے ربّ تعالیٰ! رسل کرام علیہم السلام کے روح اور ان کے سردار پر درود بھیج!
فنقتدی نحن علی ارجله بالراس	ہم تو ان کے قدموں پر سر قربان کرنے والے ہیں
صل یا رب علی ذی نعم دائمة	اے ربّ تعالیٰ! دائمی نعمتوں والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج!
نعم الیوم علی الخلق بلا مقیاس	مخلوق پر آج بھی ان کی ان گنت نعمتیں ہیں
صل یا رب علی صاحب شرع حسن	اے ربّ تعالیٰ بہترین شریعت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج!
فرق الناس متی جآء من الناس	جنہوں نے تشریف لاتے ہی اچھے برے سے ممتاز بنایا ہے

صل یا رب علی من هو من عاذبه	اے ربّ! اس ذات پر درود بھیج جن کی ذات سے جس نے پناہ لی تو
لم تصل قط الیه ید الوسواس	اسے کبھی شیطان نہ بہکا سکے گا
صل یا رب علی من هو من بارقه	اے ربّ تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جن کی جس پر تلوار چمکی
السیف قد اذهب قطعا بصر الشماس	تو یقیناً دشمن کی آنکھ کو مٹا ڈالا
صل یا رب علی صاحب نوع الشرف	اے ربّ تعالیٰ شرافت والے نوع انسانی پر درود بھیج
میز الناس به الفضل من الاجناس	جنہیں تیرے فضل نے نوع انسانی کے جنس سے ممتاز بنایا
صل یا رب علی من بنخیل الکرم	اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جن کی نخیل کرم کے
فی ریاض الامم الیوم لنا الغراس	آج بھی رحم میں ہمارے لئے باغات موجود ہیں
صل یا رب علی من لغناء الکرم	اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس کا غنائے کرم
من بیوت الفقرآء یذهب بالافلاس	فقراء کے گھروں سے افلاس کو مار بھگاتا ہے
صل یا رب علی عترته الطهرات	اے ربّ درود بھیج آپ کی عزت پاک پر
وعلی الصحب مع الحمزة والعباس	اور آپ کے صحابہ کرام اور حمزہ وعباس پر
صل یا رب علی من لاویس منه	اے ربّ تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جن کے علاقے اویس کا
طهر القالب والقلب من الادناس	جسم اور دل غل و غش پاک وصاف ہوا

دعائے مغنی

یہ دعا حصولِ غنا اور خیر و برکت کیلئے بہت ہی مجرب ہے بے شمار صوفیاء کرام کے معمول میں یہ دعا شامل رہی ہے اور دعا کے فوائد اور خواص بے پناہ ہیں کیونکہ اسے پڑھنے سے مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے، پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دنیا میں عزت ملتی ہے، رِزق میں اضافہ ہوتا ہے، ایمان میں استقامت پیدا ہوتی ہے، دشمن سے نجات ملتی ہے، مشکلات آسان ہو جاتی ہیں گویا اسے پڑھنے والا دنیا کے ہر کام سے غنی ہوتا چلا جاتا ہے اس لئے جو شخص اسے بعد نمازِ فجر گیارہ مرتبہ روزانہ کا معمول بنالے، اِن شاءَاللہ اسے دین و دنیا میں بھلائی حاصل ہو گی۔

جب کوئی مشکل در پیش ہو اور ہر طرف سے پریشانی اور خطرات نے گھیر رکھا ہو تو اس صورت میں اس دعا کو اکتالیس ۴۱ مرتبہ روزانہ نمازِ فجر کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان چالیس روز تک پڑھے اگر ایسا نہ کر سکے تو صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد پڑھے اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ جسم اور قلب کی طہارت کا خاص خیال رکھے اِن شاءَاللہ جو مقصد بھی ہو گا وہ بارگاہِ ربّ العزت میں قبول ہو گا۔ ہر روز دعائے مغنی پڑھنے کے بعد اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر دعا مانگیں اِن شاءَاللہ ہر مشکل حل ہو گی۔

رفع حاجت کیلئے اس دعا کو پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تین روز متواتر روزے رکھے اور عشاء کی نماز کے بعد اس دعا کو اکتالیس ۴۱ مرتبہ پڑھے اِن شاءَاللہ جو بھی جائز حاجت ہو گی اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ پڑھائی شروع کرتے وقت اوّل آخر درود شریف پڑھنا بہت بہتر ہے۔ اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ حسبِ ذیل ہے:۔

عروجِ ماہ کے اوّل پنجشنبہ کو نمازِ فجر سے پہلے غسل کرے اور لباس معطر و مطہر پہن کر صاف ستھری جگہ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ دعائے مذکور مع تسمیہ پڑھا کرے۔ اِن شاءَاللہ ایک سو بیس دن گزرنے کے بعد زکوٰۃ پوری ہو جائے گی۔ اس کے بعد روزانہ مابین سنت و فرض نمازِ فجر کے ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے یا بعد نماز صبح۔ ایامِ زکوٰۃ میں گائے کا گوشت، مچھلی، انڈا، لہسن، پیاز، خام بینگ وغیرہ استعمال میں نہ رہے۔ بعد ادائے زکوٰۃ کوئی پرہیز نہیں۔ البتہ منہیات شرعی سے سختی سے بچنا رہے، اکلِ حلال، صدقِ مقال پر کوشاں اور پابند رہے، اگر اتفاق کوئی حاجت پیش آوے، تین روز متواتر روزہ رکھے اور نمازِ فجر کے سنت و فرض کے مابین دعائے مذکور مع اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف تین مرتبہ روزانہ پڑھے اور بعد پڑھنے کے سربسجود ہو کر اللہ پاک سے بحرمت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بطفیل دعائے مغنی شریف حاجت طلب کرے۔

دعائے مغنی کو روزانہ سات مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالینے سے اضافۂ رزق کا سبب بنتا ہے اور مالی تنگی دور ہو جاتی ہے، دعائے مغنی کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ترک حیوانات جلالی و جمالی کر کے اس دعا کو چالیس دن تک روزانہ پچیس ۲۵ مرتبہ پڑھے اِن شاءَاللہ غنی بن جائے گا اور دولت کے معاملے میں جو چاہے گا اللہ کی رحمت سے ملے گا۔

دعائے مغنی از حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط وَبِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِيْ وَعَلَيْكَ
تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيْ اِكْفِنِي الْمُهِمَّاتِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَيَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَيَا رَحِيْمَهُمَا ط اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ اَسِيْرُكَ بِبَابِكَ
ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ ط
مَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ يَا كَاشِفَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ ط عَاصِيْكَ بِبَابِكَ يَا طَالِبَ الْبَآرِيْنَ ط اَلْمُقِرُّ بِبَابِكَ
يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اَلْخَاطِئُ بِبَابِكَ يَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ ط اَلْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط
اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا مَاْمَلَ الطَّالِبِيْنَ ط اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ اَلْبَآئِسُ بِبَابِكَ اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَایَ
اَنْتَ الْغَافِرُ وَ اَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْئَ اِلَّا الْغَافِرُ ط مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ
وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ ط مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَالِكُ ط
مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيْلَ اِلَّا الْعَزِيْزُ ط مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْقَوِيُّ
وَاَنَا الضَّعِيْفُ وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيْفَ اِلَّا الْقَوِيُّ ط مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْكَرِيْمُ وَاَنَا اللَّئِيْمُ
وَهَلْ يَرْحَمُ اللَّئِيْمَ اِلَّا الْكَرِيْمُ ط مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الرَّزَّاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ
اِلَّا الرَّزَّاقُ ط مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ وَاَنْتَ الْقَوِيُّ
وَاَنَا الضَّعِيْفُ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ فِيْ ظُلْمَةِ الْقُبُوْرِ وَضِيْقِهَا ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ عِنْدَ سُؤَالِ
مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ وَّ هَيْبَتِهِمَا ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَضَغْطَتِهَا ۝ اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ
فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ط
اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ تَطْوِی السَّمَآءَ كَطَيِّ
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ط

اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ط اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ
يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ م بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَيْنَ الْعَاصُوْنَ وَاَيْنَ الْمُذْنِبُوْنَ وَاَيْنَ الْخَآئِفُوْنَ وَاَيْنَ الْخَاسِرُوْنَ
هَلُمُّوْآ اِلَى الْحِسَابِ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ ط
يَآ اِلٰهِيْ آهْ مِنْ كَثْرَةِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْيَانِ آهْ مِنْ كَثْرَةِ الظُّلْمِ وَالْجَفَآءِ آهْ مِنَ النَّفْسِ الْمَطْرُوْدَة
آهْ مِنَ النَّفْسِ الْمَطْبُوْعَةِ لِلْهَوٰى آهْ مِنَ الْهَوٰى آهْ مِنَ الْهَوٰى اَغِثْنِيْ يَا مُغِيْثُ عِنْدَ
تَغَيُّرِ حَالِيْ ط اِلٰهِيْ اِنِّيْ عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ الْمُجْرِمُ الْمُخْطِئُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ ط
اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِيْ فَاَنْتَ اَهْلٌ وَّ اِنْ تُعَذِّبْنِيْ فَاَنَا اَهْلٌ فَارْحَمْنِيْ يَآ اَهْلَ التَّقْوٰى وَيَآ اَهْلَ الْمَغْفِرَةِ
وَيَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْغَافِرِيْنَ وَيَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ ط حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط بِرَحْمَتِكَ
يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

(ترجمہ)

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر اور برکت اور سلامتی اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں تو میری مدد فرما اور تجھی پر میرا بھروسہ ہے میری کفایت فرما اے کافی کفایت فرما میری دنیا اور آخرت کی مشکلات میں اور اے بخشش کرنے والے دنیا اور آخرت میں اور ان دونوں میں رحم کرنے والے میں تیرا بندہ تیرے در پر پڑا ہوں فقیر ہوں تیرے در کا سوالی ہوں تیرے در کا عاجز ہوں تیرے در پر قیدی ہوں تیرے در کا کمزور تیرا تیرے در پر ہے مسکین تیرا تیرے در پر ہے مہمان تیرا تیرے در پر ہے اے پروردگار جہانوں کے تباہ حال تیرے در پر ہے اے فریاد رس فریادیوں کے غمگین تیرا تیرے در پر ہے اے کھولنے والے مصیبت، مصیبت زدوں کے گنہگار تیرا تیرے در پر ہے اے تلاش کرنے والے نیکوکاروں کے گناہوں کا اقراری تیرے در پر ہے اے بہت رحم کرنے والے رحم کرنے والوں سے خطاکار تیرے در پر ہے اے بخشنے والے گنہگاروں کے گناہوں کا ماننے والا تیرے در پر ہے اے پروردگار جہانوں کے ظالم تیرے در پر ہے اے اُمید گاہ طلب کرنے والوں کے بدکار تیرے در پر ہے ڈرا ہوا تیرے در پر ہے عاجز تیرے در پر ہے رحم کر مجھ پر اے میرے مولا تو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں اور کون رحم کرے گا گنہگار پر بخشنے والے کے سوا میرے مولا میرے مولا تو پروردگار ہے اور میں بندہ ہوں اور نہیں رحم کرتا بندے پر مگر پروردگار میرے مولا میرے مولا تُو مالک ہے اور میں مملوک اور نہیں رحم کرتا مملوک پر کوئی بھی مالک کے سوا میرے مولا میرے مولا تو غالب ہے اور میں ذلیل اور نہیں رحم کرتا ذلیل پر مگر عزیز میرے مولا میرے مولا تو طاقت والا ہے اور میں کمزور ہوں اور نہیں رحم کرتا کمزور پر طاقتور کے سوا میرے مولا میرے مولا تو کریم ہے اور میں ناکس اور نہیں رحم کرتا ناکس پر کریم کے سوا کوئی میرے مولا میرے مولا تو بہت رزق دینے والا ہے اور میں رزق دیا ہوا اور نہیں رحم کرے گا مرزوق پر مگر رازق میرے مولا میرے مولا تو عزت والا اور میں ذلیل ہوں اور تو بخشنے والا میں گنہگار ہوں اور تو طاقت والا اور میں کمزور ہوں اے اللہ توبہ توبہ قبور کی تاریکی اور اس کی تنگی میں اے اللہ توبہ توبہ منکر نکیر کے سوال کرنے اور ان کی ہیبت کے وقت اے اللہ پناہ دے پناہ دے قبر کی تنہائی اور تنگی کے وقت اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جس میں صُور پھونکا جائے گا پس مر جائے گا جو آسمانوں اور زمین میں ہے مگر جس کو اللہ چاہے اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے کہ کانپ جائے گی زمین اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن جب پھٹ جائے گا آسمان ساتھ بادل کے اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے کہ لپیٹ دے گا تو آسمان کو مثل لپیٹ دینے قبالہ کے کتابوں کو اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جب بدلا جائے گا زمین کو غیر زمین سے اور آسمانوں کو اور ظاہر ہوں گے اللہ واحد قہار کیلئے اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جب دیکھے گا آدمی اپنے کیے کو اور کہے گا کافر کاش مَیں مٹی ہوتا

اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جب نفع نہ دے گا مال اور اولاد مگر جو آئے گا اللہ کے پاس سلیم دل سے

اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جب منادی آواز دے گا عرش میں سے کہ کہاں ہیں عاصی اور کہاں ہیں گنہگار اور

کہاں ہیں ڈرنے والے اور کہاں ہیں خسارے والے آؤ حساب کی طرف تو جانتا ہے میرے پوشیدہ اور ظاہر کو پس قبول کر میرا عذر

اور تو میری حاجت کو جانتا ہے پس عطا کر مجھے سوال میرا اے اللہ افسوس گناہوں کی کثرت سے اور نافرمانی سے افسوس ظلم اور بدی

کی کثرت سے نفس امارہ سے افسوس اس نفس پر جو خواہشات کا پجاری ہے افسوس خواہش نفسانی پر افسوس خواہش نفسانی پر

افسوس خواہش نفسانی پر فریاد رس میری اے فریاد رس میری حالت کی تبدیلی کے وقت اے اللہ میں تیرا گنہگار مجرم خطا کار بندہ ہوں

پناہ دے مجھے دوزخ سے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے اے اللہ اگر تو مجھ پر رحم کرے تو تُو اہل ہے

اور اگر تُو مجھے عذاب دے تو میں اس کا اہل ہوں پس رحم فرما مجھ پر اے تقویٰ والے اور اے بخشش والے اور اے زیادہ رحم والے

رحم کرنے والوں سے اور اے بہتر بخشش والوں کے اور اے بہتر مددگاروں کے کافی ہے مجھے اللہ اور اچھا ہے کارساز اچھا ہے

مولیٰ اور اچھا ہے مددگار اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنی خلقت میں سے بہترین ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور اُن کی آل پر

اور اصحاب سب پر اپنی رحمت سے اے بہت رحم کرنے والے رحم کرنے والوں سے۔